

حق صابر  
یا صابر

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ پر ایک منفرد کتاب

حق صابر  
یا صابر

سیرت

رحمۃ اللہ علیہ

# حضرت علی احمد صابر کلیری



اکبر پبلشرز لاہور

تالیف،  
محمد حسین قادری



حضرت علیؑ کی زندگی و حیات طیبہ پر ایک منفرد کتاب

# سیرت

حضرت  
علیؑ کی سیرت



مرتب: محمد حسیب قادری

اکبر پریس

Ph: 042 - 7352022  
Mob: 0300-4477371

زیندینٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سیرت حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ	نام کتاب:
محمد حبیب القادری	مرتب:
علامہ شمس الدین چشتی	تصحیح:
160	صفحات:
ڈینٹ گرافکس	ڈیزائننگ:
اکبر بک نیلز	ناشر:
600	تعداد:
120/- روپے	قیمت:

..... ملنے کے پتہ .....

اکبر بک نیلز زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور  
 مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف  
 چاند کتب خانہ نیو صابری بازار پاکپتن شریف

## فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
5	حرف آغاز
7	مختصر تعارف
9	نام و نسب
13	والدین
16	ولادت کے بارے میں پیشین گوئی
18	قبل از ولادت کرامات کا اظہار
20	ولادت باسعادت
21	ابتدائی حالات و واقعات
23	صدمہ عظیم
25	فقر و فاقہ
27	کیفیت جذب و سکر
28	اجودھن آمد
34	حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
37	حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جلالی کیفیت
39	والدہ ماجدہ کی اجودھن آمد
40	”صابر“ کی وجہ تسمیہ
42	نکاح
45	والدہ ماجدہ کا وصال
46	بیعت و خلافت

52	شجرہ طریقت
54	کلیر شریف کی ولادت
55	جغرافیائی حیثیت کلیر شریف
58	علیہ مبارک
59	عادات و اطوار
60	کلیر شریف روانگی
86	ریاضت و مجاہدات کلیر شریف
88	حضرت شمس الدین ترک پانی پتی
98	وصال پاک حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
100	سلطان المشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کلیر شریف میں
103	بیان صابری
105	باطنی تربیت حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
108	احکامات و وصیت حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
115	حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روانگی آسیر
117	وقوع امر ربی
119	کلیر شریف واپسی
123	مسئلہ فنا و بقا
125	حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کلیر شریف سے روانگی
130	کشف و کرامات
137	مجدد عالم کی آمد
147	پختہ تعمیر مزار مبارک
160	کتابیات

## حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے نام سے شروع جو تمام جہانوں کا مالک ہے۔ اللہ عزوجل نے اپنے نظامِ قدرت کو چلانے کے لئے اس دنیا میں پیغمبروں کو مبعوث فرمایا اور ہدایت کے لئے اپنی کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد اس مشن کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جاری رکھا۔ جو پاک ہستیاں اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں صدقِ دل سے کوشاں رہیں اللہ عزوجل نے انہیں ولایت جیسے منصب سے سرفراز فرمایا۔ ان اولیاء اللہ نے اس منصب کا حق ادا کرتے ہوئے لوگوں کو سیدھی راہ دکھائی اور انہیں خالق حقیقی کی طرف مائل کیا۔ حب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تحت ان کی اصلاح کی۔ چنانچہ ان اولیاء اللہ کی ان کاوشوں کی بدولت اللہ عزوجل کی وحدانیت اور اسلام کی حقانیت کا ڈنکا بجنے لگا۔

اولیاء اللہ وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے بگڑے ہوئے معاشرے کو نہ صرف سنوارا بلکہ لوگوں کے ذہنوں میں اپنی تعلیمات اور اپنے صوفیانہ کلام کی بدولت نفرتوں کی جگہ محبتوں کے بیج بوائے اور یہی وجہ ہے کہ ان اولیاء اللہ کی سیرت پاک رہتی دنیا تک لوگوں کے لئے روشن مانند آفتاب ہے۔ جس طرح درخت کی ایک ٹہنی سے کئی پھول کھلتے ہیں اسی طرح ایک سچے ولی کی کشش سے کئی انسان راہِ راست پر آجاتے ہیں اور یوں معاشرے کی اصلاح کا ایک چھوٹا سا پودا تیار اور درخت بن جاتا ہے۔

حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار بھی ایسے ہی اولیاء اللہ میں ہوتا ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ کی محنت و لگن سے ہزاروں گم گشتگان راہ ہدایت اور منصب ولایت پر فائز ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیوض و برکات سے آج بھی دنیا بہرہ ور ہو رہی ہے اور اپنے دلوں کی تشنگی کو کم کرنے کے لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضر ہوتی ہے۔

اس کتاب کی تالیف میں مجھے بے حد مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور یہ ایک افسوسناک امر ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت کے بارے میں موجود مواد ایک تو بے حد کم ہے اور دوسرا بہت سی من گھڑت باتیں ایسی ہیں جو کہ ان کتب میں شامل کر لی گئیں جن کا حقیقت سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں کتب سیریکسرخاموش ہیں۔

بندہ عاجز اس کتاب کی تالیف اور واقعات کو حقیقی رنگ میں پیش کرنے میں کس حد تک کامیاب ہوا ہے اس کا فیصلہ وہ اپنے قاریین پر چھوڑتا ہے۔ اُمید ہے قارئین میری اس ادنیٰ سی کاوش کو پسند فرماتے ہوئے اپنی دعاؤں سے نوازیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان بزرگانِ دین کے اقوال و افعال پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور ان کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین

از خاکپائے اولیاء

محمد واصف چشتی



## مختصر تعارف

سلسلہ چشتیہ کے درخشاں روشن ستارے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار چشتیہ سلسلہ کے نامور اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے دور کے نابغہ روزگار اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی ہاجرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمیشہ تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۹ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ کو اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ”علی احمد“ رکھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”صابر“ اور ”علاء الدین“ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی۔ بعد از وصال حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اجودھن اپنے ماموں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فقہ، تفسیر، منطق، معانی وغیرہ میں دسترس حاصل کی۔

ابتدائی تعلیم و تربیت سے فارغ ہونے کے بعد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق

پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور اُن کی خدمت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کیں۔ بعد ازاں خلافت سے سرفراز ہوئے اور کلیر شریف کی ولایت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد ہوئی۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلالی بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر خاموش رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی استغراقی کیفیت کا یہ عالم تھا کہ اکثر اوقات کئی کئی روز فائقے میں گزر جاتے مگر کبھی بھی حرف شکایت زبان پر نہ لاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ساہا سال تک کلیر شریف کے جنگلوں میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۱۳ ربیع الاول ۶۶۹ھ کو اس جہانِ ظانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار کلیر شریف میں مرجع گاہِ خلائق خاص و عام ہے۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس کا عظیم الشان اجتماع کلیر شریف میں ۱۰ ربیع الاول سے لے کر ۱۳ ربیع الاول تک جاری رہتا ہے جس میں دنیا بھر سے ہزاروں عقیدت مند حاضر ہو کر روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے ہیں۔

صابر سرتاج بزمِ اولیاء کلیر میں ہے

دشت کلیر ہے منور روشنی بے طور پر



## نام و نسب

نام:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ”علی احمد“ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے اور حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھانجے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”علاء الدین علی احمد صابر کلیری“ کے نام سے مشہور ہوئے۔

نام کی وجہ تسمیہ:

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب شکم مادر میں تھے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو بچہ تمہارے بطن میں ہے اس کا نام احمد رکھنا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت باسعادت کے یکم دنوں بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ کو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے گھر جو فرزند پیدا ہوگا تم اس کا نام علی رکھنا۔

چنانچہ جب حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تولد ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ”علی احمد“ رکھا۔

القابات:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مخدوم صابر علاؤ الدین جیسے القابات سے مشہور ہوئے۔

نسب:

حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والد ماجد کی طرف سے حنفی سید ہیں اور والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے۔  
والد ماجد کی طرف سے سلسلہ نسب حسب ذیل ہے۔

- ۱۔ حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۲۔ بن حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۳۔ بن حضرت عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۴۔ بن حضرت سیف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۵۔ بن حضرت عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۶۔ بن حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی غوثِ صمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۷۔ بن حضرت سید ابی صالح موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۸۔ بن حضرت سید عبداللہ الجلیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۹۔ بن حضرت سید محمد یحییٰ زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۰۔ بن حضرت سید محمد داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۱۔ بن حضرت سید محمد موسیٰ جون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۲۔ بن حضرت سید عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۳۔ بن حضرت سید حسن ثنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۴۔ بن حضرت سید امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۵۔ بن حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بعض کتب سیر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شجرہ نسب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسط سے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک بیان کیا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا والدہ ماجدہ کی طرف سے سلسلہ نسب اقتباس الانور میں حسب ذیل بیان کیا گیا ہے۔

- ۱۔ حضرت ہاجرہ خاتون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا
- ۲۔ بنت حضرت شیخ جمال الدین سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۳۔ بن حضرت قاضی محمد شعیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۴۔ بن حضرت شیخ سلطان احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۵۔ بن حضرت سلطان محمد یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۶۔ بن حضرت محمد اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۷۔ بن حضرت احمد یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۸۔ بن حضرت احمد شہاب الدین علی معروف فرخ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۹۔ بن حضرت محمد نصیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۰۔ بن حضرت خواجہ محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۱۔ بن حضرت خواجہ محمد عبداللہ سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۲۔ بن حضرت خواجہ محمد مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۳۔ بن حضرت خواجہ عبداللہ واعظ اصغر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۴۔ بن حضرت خواجہ محمد عبداللہ واعظ اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۵۔ بن حضرت ابوالفتح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۶۔ بن حضرت خواجہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۷۔ بن حضرت محمد ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

- ۱۸۔ بن حضرت فخر محمد لقب ادبم شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۹۔ بن حضرت محمد منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۲۰۔ بن حضرت سلطان محمد برہان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۲۱۔ بن حضرت محمد بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۲۲۔ بن حضرت خواجہ محمد منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۲۳۔ بن حضرت سلطان الاعظم ابوالمجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۲۴۔ بن حضرت ابوالقاسم محمد اصغر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۲۵۔ بن حضرت محمد عبدالرحمن ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۲۶۔ بن حضرت محمد ناصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۲۷۔ بن حضرت رائف عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۲۸۔ بن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۲۹۔ بن حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ



## والدین

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی ہاجرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا بنت حضرت شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہن تھیں اور اپنی عبادت و ریاضت میں یکتائے روزگار تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا ”جمیلہ خاتون“ کے لقب سے مشہور تھیں۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد کے مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علم باطنی پر عبور حاصل کرنے کے بعد علوم ظاہری میں بھی کمال حاصل کیا۔ حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد سے ہجرت کر کے ہرات تشریف لے گئے۔

بمطابق مصنف مسعود الودود!

”حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۱ یقعد ۵۴۱ھ بروز دوشنبہ پیدا ہوئے۔ بوقت پیدائش آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیشانی پر مجذوبیت کے آثار نمایاں تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب جوان ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر مجذوبیت کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ اکثر اوقات جذب کے عالم میں کچھ ایسا کہہ دیتے جو پورا ہو جاتا۔“

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شب و روز سیر و سیاحت میں مصروف رہتے تھے۔ ایک مرتبہ دوران سفر حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصبہ کہنوال میں

حضرت شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر کے سامنے سے گزرے۔ حضرت شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر پڑی تو اپنے پاس بلا کر احوال دریافت فرمائے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کیفیت بیان کی تو حضرت شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں اپنے پاس رہنے کی تلقین کی۔

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دست حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور ان کی صحبت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کرنی شروع کیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اخلاق و اطوار سے متاثر ہو کر حضرت شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی صاحبزادی حضرت ہاجرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا نکاح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کر دیا۔ بعد ازاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے پیرومرشد اور سر حضرت شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اجازت سے ہرات تشریف لے گئے اور مرتے دم تک وہیں پر مقیم رہے۔ ہرات میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

مصنف تذکرہ صابر کے مطابق!

”حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نکاح قصبہ کھوتوال موجودہ پاک پتن بتاریخ ۷ جمادی الآخر ۱۰۵۷ھ بروز پنجشنبہ بعد از نماز عشاء ہوا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نکاح کے بعد اٹھارہ ماہ تک قصبہ کھوتوال میں ہی مقیم رہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی اہلیہ کے ہمراہ ہرات تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی۔ ہرات پہنچنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علیم الدین ابدال کی معرفت سے اپنے خاندان کے تمام تبرکات و عطیات اور مکتوبات ملے۔“

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نکاح کے روز میری پیشانی پر ایک نور کا ہالہ جگمگا رہا تھا جو میری پشت اور دماغ کے درمیان متحرک نظر آتا تھا۔ اس



نور کے ہالہ کی حرکت کی بدولت مجھ پر ایک عجیب وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔  
کتب سیر میں مذکور ہے کہ حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۱  
ربیع الاول ۵۹۷ھ بروز دوشنبہ اس جہان فانی سے کوچ فرمایا۔ بوقت وصال حضرت شاہ  
عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک  
صرف پانچ برس تھی۔

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے وقت ایسی خوشبو فضاء  
میں پھیلی کہ اس کی خوشبو ڈیڑھ ہزار گز دور تک محسوس ہوتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا  
مزار پاک ہرات شہر میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلاق خاص و عام ہے۔



## ولادت کے بارے میں پیشین گوئی

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت کے متعلق حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کتب سیر میں بیان کی جاتی ہے۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

”۱۱ رجب ۱۲۰ھ جمعہ کی شب تھی۔ میں درود شریف کا ورد کر رہا تھا۔ آدھی رات سے زیادہ کا وقت تھا۔ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ طاری ہوا۔ اسی کیفیت میں میں عالم بویا کی طرف متوجہ ہوا تو مجھ پر انکشافِ نبی ہونے لگے۔ میں اس کیفیت کے زیر اثر ایک باغ میں پہنچا جو کہ نور سے جگمگا رہا تھا۔ اس باغ میں فرشتے تسبیح و ثنائے الہی میں مشغول تھے۔ اس باغ میں اللہ عزوجل کے مقبول بندوں کی روئیں بھی موجود تھیں۔ اس دوران حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے منتظر ہیں۔ چنانچہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی موجود تھے۔ اس اثناء میں دور و حین حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضور نبی کریم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان روحوں کو اپنے زانوؤں پر بٹھالیا اور فرمایا کہ جو روح میرے دائیں زانو پر بیٹھی ہے یہ روح سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے اور جو دوسری روح میرے بائیں زانو پر بیٹھی ہے یہ روح علی احمد صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے۔ نیز فرمایا کہ یہ دونوں روحمیں خاصانِ بارگاہِ الہی ہیں۔ یہ فرما کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور میری آنکھ کھل گئی۔“

حضور غوث الاعظم دستگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں!

”جب میری شادی ہوئی تو اُس کے کچھ روز بعد مجھے خاتونِ جنت حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھے حسن و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے عوض ایک تجھے اور دوسرا علی احمد صابر عطا فرمایا ہے۔“



## قبل از ولادت کرامات کا اظہار

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابھی شکم مادر میں ہی تھے کہ عجیب و غریب واقعات کا ظہور ہونا شروع ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ جس حجرہ مبارک میں قیام پذیر تھیں اُس حجرہ مبارک کو بادلوں نے گھیر لیا اور اس حجرے سے خوشبوئیں آنا شروع ہو گئیں۔ اس ضمن میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ ایک سرخ نور جو مثل چمکدار یا قوت کے تھا اکثر میری ناف کے نیچے اور کبھی پیٹ کے پیچھے اور کبھی سیدھے کاندھے کی طرف آ جاتا تھا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش سے نو دن قبل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ نے پیٹ میں سے آواز سنی کہ  
”میں ظہور اللہ ہوں۔“

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دایہ بیان فرماتی ہیں کہ جس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شکم مادر سے برآمد ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سر مبارک قبلہ رخ تھا اور پیر میری جانب تھے۔ اُس وقت میری یہ مجال نہ تھی کہ میں جسم اطہر کو ہاتھ لگا سکوں۔ جس وقت میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو میرے ہاتھ کاٹنے شروع ہو گئے۔ میں نے جب بھی غسل دینے کا ارادہ کیا میری یہی کیفیت ہو جاتی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ نے مجھے ہدایت کی کہ پہلے وضو کروں پھر جسم کو ہاتھ لگاؤں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو غسل دیا تو گھر کے کونے کونے میں خوشبو پھیل گئی۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش سے قبل ایک تاجر حاجی برہان تجارت کی غرض سے ہرات شہر تشریف لایا۔ ہرات میں اُس کی ملاقات حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوئی۔ اُس تاجر کو جب پتہ چلا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولادِ پاک میں سے ہیں تو اُس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔ حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی پریشانی کی حالت میں جب گھر پہنچے تو حضرت بی بی ہاجرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے وجہ دریافت کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام ماجرا گوش گزار کر دیا۔

حضرت بی بی ہاجرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے تمام بات جاننے کے بعد فرمایا کہ مجھے حضور غوث الاعظم دستگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب سے بشارت ہوئی ہے کہ تمہارے گھر ایک فرزند تولد ہوگا جس کا نام ”علی احمد صابر“ ہوگا۔ اس کے پیدا ہوتے ہی دشمن خدا ہلاک ہو جائیں گے اور تمام حاسدین کے قلب پر ہیبت طاری ہو جائے گی۔

چنانچہ جس وقت حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس دنیا میں پہلا سانس لیا اُس وقت آسمان سے ایک برق چمکی اور حاجی برہان پر گری جس سے اُس کا سرتن سے جدا ہو گیا۔ ہرات شہر میں زلزلہ آ گیا اور تمام حاسدین کے دل دہل گئے۔



## ولادت باسعادت

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مادر زاد ولی تھے۔ اس ضمن میں کتب سیر میں مذکور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیدائش کے قریباً چھ ماہ تک اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نوش نہیں فرمایا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چونکہ اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نوش نہیں فرماتے اور نہ ہی کچھ نوش فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس کیفیت کے پیش نظر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بحکم عالم امثال چار رکعت نماز صلوٰۃ شکر یہ ادا کئے اور پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرہ منور پر اکیس مرتبہ یا شیخ عبدالقادر ضیاء اللہ مدد باذن اللہ پڑھ کر دم کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے والدہ کا دودھ پینا شروع کر دیا۔

شروع شروع میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن دودھ پیتے اور ایک دن نانہ فرماتے تھے۔ بعد ازاں ایک سال بعد ایک دن دودھ پیتے اور دو دن نانہ فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صابر اور قانع رہنے کی یہی عادت تاحیات قائم رہی۔



## ابتدائی حالات و واقعات

### سانپوں کے بادشاہ کو مارنا:

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے زمانہ رضاعت کے دوران ہی کوئی نہ کوئی عجیب بات ظاہر ہوتی رہتی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صبر و قناعت دیکھ کر لوگ رشک کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بعد از نماز فجر میں مراقبہ میں مشغول تھا کہ ایک سانپ میرے اوپر آ کر گر پڑا۔ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک عجیب و غریب شکل کا سانپ دو ٹکڑے ہو کر پڑا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک ٹکڑا میرے اوپر گرا تھا اور دوسرا ٹکڑا اُس جگہ پر موجود تھا جہاں علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بیٹھا ہوا تھا۔

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے فوراً ہی علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی والدہ کو اٹھایا اور وہ سانپ کے ٹکڑے دکھائے۔ انہوں نے سانپ کے ٹکڑے دیکھتے ہوئے فرمایا کہ میں خواب میں دیکھ رہی تھی کہ علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرما رہے تھے کہ آج سے کوئی سانپ میرے خاندان کے کسی آدمی کو نہیں کاٹے گا کیونکہ میں نے سانپوں کے بادشاہ کو مار ڈالا ہے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سانپ کے وہ دونوں ٹکڑے پکڑے اور حضرت محمد بن اسحاق، حضرت ابوالقاسم گورگانی و دیگر حضرات رحمہم اللہ کو دکھائے اور وہ خواب بھی بیان فرمایا۔ ان حضرات نے اس بات کی تصدیق کی وہ سانپ حقیقت میں سانپوں کا بادشاہ ہی تھا۔

لاموجود الا اللہ:

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی عمر چار برس ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان نطق کھل گئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باتیں کرنا شروع کیں۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب سے پہلے الفاظ ”لاموجود الا اللہ“ کہے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جس وقت علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے یہ الفاظ ادا کئے میں اُس وقت کلام پاک کی تلاوت میں مشغول تھا۔ میں یہ الفاظ سن کر اسی وقت سجدہ ریز ہو گیا اور چار رکعت نفل ادا کئے اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا کہ اُس نے علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی زبان سے کلمہ اول کلمہ موجودگی کا کہلوا دیا۔

سجدہ منجانب کعبہ:

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بچپن ہی سے سات مرتبہ سجدہ منجانب کعبہ کیا کرتے تھے۔ پہلا سجدہ فجر کے وقت، دوسرا سجدہ ظہر کے وقت، تیسرا سجدہ سہ پہر کے وقت، چوتھا سجدہ عصر کے وقت، پانچواں سجدہ مغرب کے وقت، چھٹا سجدہ عشاء کے وقت اور ساتواں سجدہ تہجد کے وقت کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رات کو بہت کم سوتے تھے اور سوتے میں اچانک اٹھ جاتے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منہ سے لفظ ”اللہ“ بے اختیار نکل جاتا۔ بعض اوقات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر مدہوشی کی ایسی کیفیت طاری ہوتی تھی کہ جسم مبارک گرم ہو جاتا۔ ایسی حالت میں اگر کوئی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم مبارک کو چھوتا تو اُس کے بدن میں آگ لگ جاتی تھی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کیفیت سے نکلتے تو بے اختیار زبان سے ”یا غوث الاعظم دستگیر“ کا ورد فرمانے لگتے۔



111488



## صدمہ عظیم

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک صرف پانچ برس تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو صدمہ عظیم سے دوچار ہونا پڑا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ صدمہ عظیم نہایت حوصلے سے برداشت کیا۔

بوقت وصال حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درِ قونج میں مبتلا ہو گئے اور درد کی یہ کیفیت آہستہ آہستہ بڑھتی گئی۔ اس دوران حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان پر مسلسل ”یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاً اللہ مدد باذن اللہ“ جاری تھا۔ جب اس کیفیت میں تین روز گزر گئے تو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سواری تیار ہے۔ میرے والد محترم کو دارِ فانی سے خلعت پہنا کر دارِ آخرت کی جانب لے جایا جا رہا ہے۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جس وقت یہ الفاظ ادا فرما رہے تھے اسی وقت حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

حیف در چشم زون صحبت یار آخر شد

رؤئے گل سیر ندیم و بہار آخر شد

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو والد ماجد کا سایہ پدراٹھ جانے پر حد درجہ افسوس تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کئی روز تک کچھ بھی نہ کھایا پیا۔ اکثر اوقات

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مغموم اور سوگوار رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس صدمہ کے زیر اثر کئی برس تک کسی سے کوئی بات چیت نہ کی۔ چار پائی پر سونا ترک کر دیا۔ دن کے وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنگلوں میں چلے جاتے تھے اور ہمہ وقت یادِ الہی میں مشغول رہتے تھے۔

بقول حضرت ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ!  
 ”حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک سال تک  
 کچھ بھی نہ کھایا پیا اور نہ ہی کسی سے کلام فرمایا۔“



## فقر وفاقہ

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کی والدہ ماجدہ کو سخت مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت بی بی ہاجرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی اس تنگ دستی کا حال کسی سے بیان نہ فرماتی تھیں اور نہایت ہی خاموشی اور صبر سے اپنا وقت گزارتی تھیں۔ والدہ کا یہ بے مثال صبر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی کا حصہ بن گیا۔ تو کل الی اللہ اور قناعت کی دولت سے مالا مال یہ ماں بیٹے چار چار پانچ پانچ روز فاقے سے گزارنے لگے۔ اس دوران ان ماں بیٹے کی زبان پر کبھی بھی حرف شکایت نہ آتا تھا۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک اگرچہ اُس وقت صرف پانچ برس تھی لیکن ان کے صبر کی یہ حالت تھی کہ کبھی بھی ماں سے کوئی مطالبہ نہ کرتے تھے۔ اگر کھانے کو کچھ مل جاتا تو تھوڑا بہت کھا لیتے وگرنہ مغرب کے وقت تھوڑا سا پانی پی لیتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے والدہ ماجدہ سے کھانے کو کچھ مانگا۔ گھر میں اُس وقت تنگ دستی کی کیفیت کی وجہ سے کھانے کو کچھ موجود نہ تھا۔ والدہ نے اطمینان قلب کے لئے دیگچی کو پانی سے بھر کر چولہے پر رکھ دیا۔ مغرب کی نماز کے وقت حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے والدہ ماجدہ سے کھانے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ چاول پک رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ چاول تو کب کے پک چکے ہیں۔ چنانچہ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ نے دیگچی سے ڈھکن ہٹا کر دیکھا تو دیگچی میں چاول پکے ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ سخت حیران ہوئیں کہ انہوں نے صرف دیکھی میں پانی ڈال کر چولہے پر رکھی تھی لیکن اب دیکھی چاولوں سے بھری ہوئی تھی۔

حضرت بی بی ہاجرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلا بھیجا اور سارا ماجرا ان کے گوش گزار کر دیا۔ حضرت ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ننھے علی احمد کی یہ کرامت دیکھ کر مسکرا دیئے۔ بعد ازاں حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں وہ چاول پیش کئے گئے۔ انہوں نے کچھ چاول کھائے باقی سب فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیئے۔



## کیفیت جذب و سکر

چھ سال کی عمر تک پہنچتے ہوئے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کیفیت جذب و سکر طاری ہو چکی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمہ وقت مدہوش رہنے لگے۔ کبھی کبھار استغراقی کیفیت سے باہر نکل کر کسی کو مخاطب کر لیتے ورنہ کچھ نہ فرماتے تھے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زمین پر سوتے تھے۔ کھانے کو کچھ میسر آ جاتا تو کھا لیتے وگرنہ فاقے رہا کرتے تھے۔ حضرت ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اکثر تہجد کے وقت حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکان سے ”اللہ ہو“ کی آواز سنی۔ اس دوران اگر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکان سے باہر ہوتے تو آواز مکان سے باہر سنائی دیتی تھی۔

کیفیت جذب و سکر کے زیر اثر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی بھی یادِ الٰہی سے غافل نہ رہتے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک سات سال کی ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باقاعدگی سے نماز کی ادائیگی شروع کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تہجد کی بھی باقاعدگی سے پابندی کرنے لگے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رات کا بیشتر حصہ عبادت میں گزارتے تھے۔



## اجودھن آمد

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والد ماجد کے وصال کے بعد سے خاموش رہنے لگے تھے۔ اس دوران گھر میں بھی تنگدستی کا عالم تھا اور گزر بسر نہایت ہی عسرت سے ہوتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ نے جب یہ صورتحال دیکھی کہ گھر کی تنگدستی کی بدولت علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ بھی نہیں ہو رہی تو انہوں نے اجودھن میں اپنے بھائی حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا تاکہ وہ علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی تعلیم و تربیت کریں۔

حضرت بی بی ہاجرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے حضرت ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجودھن جانے کے سلسلے میں مشورہ کیا تو حضرت ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس بات کو پسند کیا کیونکہ اس طرح علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی تعلیم و تربیت میں کچھ کمی باقی نہ رہتی۔ چنانچہ حضرت بی بی ہاجرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا، حضرت ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اجودھن کی جانب سفر کا آغاز کیا۔

دوران سفر علیم اللہ ابدال بھی اس قافلے میں آن شامل ہوئے اور انہوں نے اس بات کی اجازت طلب کی کہ وہ اجودھن پہنچ کر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد کی اطلاع دیں۔ حضرت ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علیم اللہ ابدال سے دریافت کیا کہ حضرت شاہ

عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد تم کس کی خدمت پر مامور ہو گئے تھے جو تم نظر نہیں آتے تھے۔ علیم اللہ ابدال نے کہا کہ مجھے باطنی خدمت پر معمور کر دیا گیا تھا اور اب اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوبارہ ظاہر ہوا ہوں اور حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جدائی گوارا نہیں کرتا۔ چنانچہ حضرت ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علیم اللہ ابدال کو بھی اس قافلے میں شامل کر لیا۔

حضرت ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سربراہی میں یہ قافلہ ۲۵ شعبان ۶۰۰ھ بروز چہار شنبہ اجودھن شریف پہنچا۔ علیم اللہ ابدال نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اطلاع پہنچائی۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آگے بڑھ کر اپنی بہن اور بھانجے کو خوش آمدید کہا۔

حضرت بی بی ہاجرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے اپنے بھائی حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنے تمام حالات بیان کئے اور فرمایا کہ میرا بیٹا یتیم ہے اور اس کی سرپرستی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہن کی بات سن کر فرمایا کہ تم مطمئن رہو اس بچے کی ذمہ داری اب مجھ پر ہے اور میں اس کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر نہیں چھوڑوں گا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جس وقت اجودھن تشریف لے آئے تھے اُس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک صرف نو برس تھی۔ یہ عمر کھیل کود کی ہوتی ہے لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو شروع سے ہی کھیل کود سے دور تھے۔ بچپن میں والد بزرگوار کا سایہ اٹھ جانے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرے میں انتہائی سنجیدگی ظاہر ہو چکی تھی۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جس وقت اجودھن میں اپنے ماموں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھانجے کو اپنی گود میں بٹھالیا۔

اُس وقت حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کیفیت جذب و سکر طاری تھی۔ اسی کیفیت کے دوران حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان سے نکلا کہ آج سے تین سال بعد میرے جدا مجد کا وصال ہو جائے گا۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت کیا کہ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ تمہارے جدا مجد کا وصال ہوگا جبکہ وہ بغداد میں ہیں اور تم میرے پاس موجود ہو؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس وقت میں نے اپنے قلب کو دیکھا تو مثل میرے والد بزرگوار کی صورت میرے سامنے آگئی اور اس صورت نے تین انگلیاں میرے سامنے کیں جس سے مجھے معلوم ہوا کہ اُن کی موت تین سال بعد ہوگی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات سن کر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سینے سے لگا لیا۔

### ابتدائی تعلیم و تربیت:

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ تو اُن کے والد محترم حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے سے ہی شروع ہو چکا تھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کم سنی میں ہی قرآن پاک پڑھ لیا تھا۔ حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ نے تعلیم و تربیت کی طرف نہایت توجہ دی لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جذب کی کیفیت کی بدولت تعلیم صحیح طریقے سے جاری نہ رہ سکی۔ چنانچہ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اجودھن میں اپنے ماموں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیم و تربیت میں خصوصی دلچسپی لی جس کی بدولت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ ہی عرصہ میں عربی اور فارسی پر دسترس حاصل کر لی۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فقہ، تفسیر، منطق، معانی وغیرہ میں بھی کمال حاصل کیا۔



## والدہ ماجدہ کی ہرات روانگی:

حضرت بی بی ہاجرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے تین سال تک اپنے بھائی حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس قیام فرمایا۔ تین سال بعد انہوں نے اپنے بھائی کو علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی مکمل ذمہ داری سونپتے ہوئے ہرات واپس جانے کی اجازت چاہی۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اجازت دے دی۔ حضرت بی بی ہاجرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ ہرات واپس روانہ ہو گئیں جبکہ علیم اللہ ابدال اجودھن میں حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت پر مامور رہے۔

## لنگر تقسیم کرنا:

حضرت بی بی ہاجرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہرات روانگی سے پہلے اپنے بھائی حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ میرا بیٹا کمزور اور ناتواں ہے اور کھانے پینے میں کچھ رغبت نہیں رکھتا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کا ہر طرح سے خیال رکھئے گا۔ چنانچہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلایا اور ان کی والدہ ماجدہ کے سامنے لنگر تقسیم کرنے پر مامور کیا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روزانہ اشراق کی نماز کے بعد حجرہ سے باہر تشریف لاتے اور لنگر تقسیم کرنے کے بعد حجرہ میں واپس تشریف لے جاتے۔ شام کو مغرب کی نماز کے بعد حجرہ سے باہر تشریف لاتے اور لنگر تقسیم کرنے کے بعد حجرہ میں تشریف لے جاتے۔ اس دوران حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لنگر سے کبھی کبھی اپنے واسطے نہ رکھا۔ لنگر تقسیم کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بارہ برس گزر گئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مدت میں کبھی کبھو نہ کھایا۔

## جد امجد کا وصال:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ۲۱ شوال ۶۰۳ھ کو میں نے عالم امثال میں علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے جد امجد حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ ہم علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے بیدار ہو کر علیم اللہ ابدال کو بغداد روانہ کیا تاکہ وہ حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مزاج پرسی کرے۔ اس دوران میں اپنے حجرہ میں معتکف ہو کر بیٹھ گیا۔

۲۵ شوال ۶۰۳ھ کو حضرت ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے حجرہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ آج بعد نماز تہجد میں سو گیا تھا۔ عالم امثال میں میں نے حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ آج ساری رات علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) پر کیفیت جذب و سکر طاری رہی۔ چنانچہ اس واقعہ کی تصدیق علیم اللہ ابدال نے بھی کی۔

## کیفیت جذب کا غلبہ:

ایک روز حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے حجرہ میں رو رہے ہیں۔ چنانچہ جب بوقت اشراق حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لنگر تقسیم کرنے کے لئے حجرہ سے باہر تشریف لائے تو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے پاس بلایا اور رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے سلوک کے علیحدہ کر دیئے جانے کا دکھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا سے علیحدہ کر دیا ہے اور بندگانِ خدا میں سوائے اولیاء اللہ اور رجال الغیب کے کوئی بھی میرے پاس نہیں آئے گا اور مجھے سلوک کا مرتبہ غلبہ جذب کی وجہ سے کم حاصل ہوگا۔ چنانچہ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کیفیت جذب کا

غلبہ شروع ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے۔

### بے مثال صبر:

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دورانِ تقسیم لنگر مسلسل روزہ سے رہتے تھے۔ اگر کبھی بھوک کی شدت حد سے زیادہ ہو جاتی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنگل کی جانب چلے جاتے تھے اور وہاں پر درختوں کی پتیوں کو اکل حلال سمجھ کر روزہ افطار کر لیتے تھے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کلامِ پاک حفظ کر لیا اور شاعری کی بھی ابتداء کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فارسی شعر تصوف میں ایک نمایاں مقام کی حامل ہے۔



## حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ الشیوخ حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار ارض ہند و پاک کے نامور اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۴ ذی الحجہ ۵۶۹ھ کو قصبہ کوٹھوال میں حضرت خواجہ محمد جمال الدین سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد کا شمار اپنے دور کے نابغہ روزگار اولیاء اللہ میں ہوتا تھا۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب اٹھائیس واسطوں سے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی مریم خاتون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا بھی صاحب کشف و کرامت اولیائے خواتین میں شمار ہوتی تھیں اور وہ حضرت عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تربیت میں کوئی کسر باقی نہ رہنے دی۔ یہ والدہ کی تربیت کا ہی فیضان تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برصغیر پاک و ہند کے نابغہ روزگار اولیاء اللہ میں شامل ہوئے۔

جن دنوں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے مقیم تھے انہی دنوں چشتیہ سلسلہ کے نامور بزرگ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری المعروف خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اکبر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان تشریف لائے اور حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس قیام پذیر ہوئے۔ ایک دن قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مسجد

میں تشریف لائے جہاں پر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حصول تعلیم کے لئے مقیم تھے۔ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو محو دیکھ کر پوچھا کہ کیا پڑھ رہے ہو؟ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضور! نافع پڑھ رہا ہوں۔ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ نافع ہی ہوگا۔

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کیفیت بدل گئی اور وہ ان کے قدموں میں گر گئے اور حصول بیعت کی درخواست کی۔ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم تکمیل علم کے بعد میرے پاس دہلی تشریف لانا تمہیں تمہارا حاصل مل جائے گا۔ چنانچہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان میں تکمیل علم کے بعد قندھار تشریف لے گئے اور وہاں سے پھر ایران، عراق، خراسان تک کے سفر کئے۔ بعد ازاں مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے متعدد اساتذہ سے علم حاصل کیا اور قرآن و حدیث اور فقہ و معانی میں مہارت حاصل کی۔

بعد ازاں علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیر و مرشد قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں دہلی تشریف لے گئے۔ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیعت کی سعادت سے سرفراز فرمایا۔

پیر و مرشد قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہ کر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مختلف اقسام کی چلہ کشیاں کیں جس سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت میں نور معرفت اُٹ آیا۔

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلافت سے سرفراز فرمایا اور ہانسی جانے کا حکم دیا۔ ہانسی میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اجودھن تشریف لے گئے اور تاحیات وہیں قیام فرمایا اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ (اجودھن کو موجودہ دور میں پاک پتن کے نام سے پکارا جاتا ہے)

اجودھن میں قیام کے دوران حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ساری زندگی مخلوق خدا کی خدمت میں گزری۔ لاکھوں بندگان خدا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فیضیاب ہوئے۔ سلاسل عالیہ چشتیہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیضی جاری ہوا۔ معرفت کا یہ ماہتاب ۵ محرم الحرام بروز سہ شنبہ ۶۶۴ھ کو غروب ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار آج بھی پاک پتن میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

بقول حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ!

یا فرید حق فرید حق فرید حق فرید  
اللہ کرے سو ہو فرید کہے سو ہو  
مدد ملے تے ورنہ چھوڑے او گن دے گن کردا  
کامل۔ مدد محمد بخشا لال بنان پتھرا دا



# حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

## جلالی کیفیت

کتب سیر میں حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جلالی کیفیت کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔ جلالی کیفیت کے زیر اثر کسی بھی شخص کی اتنی ہمت نہ ہوتی تھی کہ وہ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک آسکے۔ اس جلالی کیفیت کے پیش نظر کچھ ایسے واقعات کو بھی کتب سیر میں بیان کیا گیا ہے جن کی حقیقت کسی بھی طور پر سند نہیں پاتی اور ان واقعات کے بیان میں بھی کتب سیر میں اختلافات موجود ہیں۔ اگرچہ یہ واقعات کسی طور پر بھی پایہ تصدیق کو نہیں پہنچتے لیکن حالات و واقعات کا رخ پیش کرنے کے لئے ان واقعات کو مختصر بیان کیا جا رہا ہے۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منسوب ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تبلیغ کے سلسلے میں اجودھن سے باہر تشریف لے گئے۔ اس دوران حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک صاحبزادے نعیم الدین جن کی عمر تین سال تھی وہ کھیلتے کھیلتے حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حجرے کے نزدیک آگئے۔ انہوں نے حجرہ کے اندر جھانکنے کی کوشش کی۔ اس دوران ان کو خون کی قے آئی اور وہ وہیں جاں بحق ہو گئے۔

اسی طرح ایک اور واقعہ بھی منسوب ہے کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے فرید بخش جن کی عمر تقریباً ایک سال تھی اس نے اتفاقاً

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حجرہ کی جانب منہ کر کے پیشاب کر دیا۔  
 دفعتاً اسی وقت ایک پھونے اُسے کاٹا اور اُس کے جسم سے خون جاری ہو گیا جس کی وجہ سے  
 وہ جاں بحق ہو گیا۔

ان مندرجہ بالا واقعات جیسے کئی اور دیگر واقعات بھی کتب سیر میں منقول ہیں لیکن  
 ان واقعات میں بیان کردہ بچوں کی بابت کسی بھی طور پر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ بچے واقعی  
 حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہیں اور ساتھ ہی بچوں کی جو  
 عمریں بیان کی گئی ہیں اُن سے یہ کس طور تو قع کی جاسکتی تھی کہ وہ ایک بزرگ کے ادب کو ملحوظ  
 رکھیں۔ اس لئے ایسے واقعات کے بارے میں اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ ان میں حقیقت  
 کارنگ کس قدر غالب ہے۔





## والدہ ماجدہ کی اجودھن آمد

”حقیقت گلزارِ صابری“ کے مؤلف بیان فرماتے ہیں کہ علیم اللہ ابدال نے حضرت بی بی ہاجرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو ہرات میں جب حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احوال سے آگاہ کیا تو وہ فوراً ہی علیم اللہ ابدال کے ہمراہ اجودھن کی طرف روانہ ہوئیں۔ اجودھن پہنچنے پر انہوں نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیٹوں کی وفات کی تعزیت کی۔

حضرت بی بی ہاجرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے اپنے فرزند حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ملاقات کے لئے بلوایا۔ جب حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر ہوئے تو والدہ ماجدہ نے ان کو پہلے سے بھی زیادہ کمزور پایا۔ حضرت بی بی ہاجرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا قریباً بارہ برس کے بعد اپنے فرزند کو دیکھ رہی تھیں۔ انہوں نے اپنے بھائی حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے تمہارے سامنے ہی علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ذمہ لنگر تقسیم کرنے کی ذمہ داری سونپی تھی اور یہ وہ ذمہ داری بارہ برس سے نبھار رہا ہے۔ جب حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے لنگر تقسیم کرنے کا حکم دیا تھا نہ کہ اس میں سے کچھ کھانے کا۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے بھانجے کا جواب اور اس کا صبر دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور بے ساختہ اس کی پیشانی کو بوسہ دے دیا۔



## ”صابر“ کی وجہ تسمیہ

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ”صابر“ کا خطاب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر و مرشد شیخ ایشیوخ حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عطا کردہ ہے۔

اس ضمن میں کتب سیر میں مذکور ہے کہ جب حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والد بزرگوار کے وصال کے بعد اجودھن میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں تشریف لائے تو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لنگر کا تمام انتظام و انصرام آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلسل بارہ سال تک لنگر تقسیم کرتے رہے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لنگر میں سے کچھ بھی تناول نہ فرماتے تھے۔

قریباً بارہ برس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ ہرات سے دوبارہ اجودھن تشریف لائیں تو اپنے بیٹے کو لاغراور کمزور دیکھ کر اپنے بھائی حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شکایت کی۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے لنگر تقسیم کرنے کی ذمہ داری اسی کے سپرد کر رکھی ہے۔ چنانچہ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلا کر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

”پیر و مرشد! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے لنگر تقسیم کرنے کو کہا تھا

نہ کہ کھانے کو۔“

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات سن کر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے حد خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے بھانجے کو صبر کی لازوال دولت سے مالا مال فرمایا ہے۔ چنانچہ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ تم آج سے ”علاؤ الدین علی احمد صابر“ ہو۔



## نکاح

نکاح سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ نکاح کا مقصد فطرت دینی اور دنیاوی راحت و آرام کا باعث ہے۔ اولیاء اللہ کے نزدیک بہترین زندگی مجردی زندگی ہے اور عارف کامل جب توحید حق میں فنا ہو جاتا ہے تو وہ ماسوائے اللہ عزوجل کے ہر شے سے مبرا ہو جاتا ہے۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی توحید حق میں فنا تھے اور اپنے زمانے کے عارف باللہ شمار ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اقوال و افعال میں نفس امارہ کا غلبہ نہ تھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تمام دنیاوی و نفسانی خواہشات کے نزدیک بھی نہ جاتے تھے۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ جب ہرات سے اجودھن دوبارہ تشریف لائیں تو انہوں نے کچھ دنوں کے بعد مجھ سے علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نکاح کا سوال کیا۔ وہ علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا نکاح میری دختر نیک اختر خدیجہ بیگم جو کہ شریفہ بیگم کے نام سے مشہور تھی کرنے کی خواہش ظاہر کی۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن کو حد درجہ منع کیا کہ علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) شادی کے لائق نہیں اور وہ کیفیت جذب و سکر میں گم ہے اور وہ فرائض و واجبات زوجیت ادا کرنے کے لائق نہیں لیکن وہ نہیں مانیں اور کہنے لگیں میں بیوہ ہوں اور علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) یتیم ہے اس لئے تم اپنی

دختر کا نکاح اُس کے ساتھ نہیں کرنے چاہتے۔ چنانچہ بحالت مجبوری میں نے اپنی دختر نیک اختر کا نکاح علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ساتھ کر دیا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نکاح ۲۱ شوال بروز چہار شنبہ ہوا۔ نکاح کی شب حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ نے خلاف معمول حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حجرہ مبارک میں چراغ روشن کیا اور دُلہن کو اُن کے حجرہ میں پہنچا دیا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس اثناء مراقبہ میں مشغول تھے۔ بوقت تہجد جب مراقبہ کی کیفیت سے باہر آئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دُلہن کو دیکھ کر اُس سے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟

دُلہن نے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ ہوں۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ خدا تو فرد ہے اُسے زوج سے کیا کام ہو سکتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ اسی وقت اُس دُلہن کے لباس میں آگ پیدا ہوئی اور اُس کا جسم جل گیا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ کو پتہ چلا تو انہوں نے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ اب میں تیرے ماموں کو کیا جواب دوں گی۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت کیا کہ انہوں نے کیا کیا ہے جس کا جواب انہیں دینا پڑے گا۔ والدہ ماجدہ نے کہا کہ میں نے تیرا نکاح تیرے ماموں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دختر نیک اختر سے کیا تھا اور وہ دُلہن بن کر تیرے حجرے میں موجود تھی تو نے اُسے جلا کر رکھ کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس واقعہ سے لاعلمی کا اظہار کیا۔

اقتباس الانور میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے موجود ہے کہ علی احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی ایک نظر سے ہی میری بیٹی کا نفس امارہ جل کر رکھ ہو گیا اور وہ متقی اور پرہیزگار بن گئی۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک نظر سے ہی حضرت بی بی شریفہ بیگم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کامل ہو گئیں اور ان کا شمار بعد ازاں نامور اولیاء اللہ خواتین میں ہوا۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر میرے لئے عورتوں میں خلافت کا دینا جائز ہوتا تو میں اپنی اس بیٹی کو اپنا خلیفہ مقرر کرتا۔



## والدہ ماجدہ کا وصال

۲ محرم الحرام ۶۱۴ھ بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز مغرب حضرت بی بی ہاجرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بعد نماز مغرب جب حجرہ مبارک سے لنگر کی تقسیم کے لئے باہر نکلے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو والدہ کے وصال کی اطلاع دی گئی۔ نیز کہا گیا کہ جنازہ کھوتوال مدفون کے لئے لے جایا جا رہا ہے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی جنازہ میں شامل ہو جائیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے لنگر خدا والدہ سے زیادہ عزیز ہے وہاں پر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہونا ہی کافی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ فرما کر لنگر تقسیم کرنا شروع کیا۔ بعد ازاں لنگر تقسیم کرنے کے بعد اپنے حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے اور استغراقی کیفیت میں کھو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر یہ ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ قریباً نو سال تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے حجرہ میں مقید رہے۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس کیفیت کے پیش نظر حضرت عمر بن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو لنگر تقسیم کرنے کی ذمہ داری سونپ دی۔



## بیعت و خلافت

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرصہ نو سال تک حجرہ نشین رہے۔ اس دوران حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حجرہ مبارک سے نہیں بلایا۔ ۷ محرم الحرام ۶۲۳ھ بروز پنجشنبہ بعد از نماز اشراق حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حجرہ مبارک میں داخل ہوئے۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُس وقت استغراقی کیفیت میں گم تھے اور اُن کے اپنے گرد و پیش کی کچھ خبر نہ تھی۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دائیں کان میں سات مرتبہ کلمہ طیبہ با آواز بلند پڑھا تو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فنا سے بقا کی طرف لوٹ آئے اور آنکھیں کھول دیں۔ جب انہوں نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے نزدیک دیکھا تو سلام کیا۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اٹھا کر اپنے ساتھ لگایا اور اُن کو لے کر حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے۔

بعد از نماز عصر محفل سجائی گئی اور حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے نزدیک بٹھایا اور اُن کو سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت فرما کر اپنی کلاہ اوڑھائی اور خرقة چشت عنایت فرمایا اور باطن و مرتبہ سلوک کی تعلیم سے مستفیض کیا۔



حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیعت ہونے کے بعد راتوں کو استغراقی کیفیت میں گم رہتے اور دن کے وقت حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہ کر آداب و احکام آثار و اصلاح اذکار و اشغال اسرار و افکار کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

### ہذا ولی اللہ:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عالم امثال میں دیکھا کہ میرے مرشد قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمانے لگے کہ علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو اپنے ساتھ لے کر چلو۔ چنانچہ میں پیر و مرشد کے حکم سے علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو لے کر حجرہ سے باہر آیا اور ہم پیر و مرشد کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئے۔ پیر و مرشد ہمیں عالم ملکوت سے لے کر عالم جبروت میں جا پہنچے۔ عالم جبروت میں ہر طرف نور ہی نور چھایا ہوا تھا۔ پیر و مرشد ہمیں لے کر ایسی جگہ پر پہنچے جہاں ایک بہت بڑی مجلس لگی ہوئی تھی اور تخت پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز تھے۔

پیر و مرشد قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے اور علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو اس تخت کے سامنے لے جا کر کھڑا کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے مجھے حکم ہوا کہ علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو میرے سامنے لاؤ۔ چنانچہ میں نے حکم کی تعمیل کی اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی پشت پر ہاتھ رکھا اور فرمایا!

”ہذا ولی اللہ۔“

”یہ اللہ کا ولی ہے۔“

چنانچہ میں نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں یہ

الفاظ دہرائے۔ بعد ازاں میری آنکھ کھل گئی اور میں اٹھ کر علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے حجرہ میں تشریف لے گیا۔ مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) مقام فنا میں گم ہیں اور ان کے چاروں طرف نورانی روشنی پھیلی ہوئی ہے اور اولیائے اللہ رجال الغیب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہیں اور با آواز بلند پکار رہے ہیں۔

”ہذا ولی اللہ۔“

”یہ اللہ کا ولی ہے۔“

بعد ازاں ان تمام اولیاء اللہ اور رجال الغیب نے مجھے مبارکباد دی اور علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ہاتھ کو بوسہ دیتے ہوئے رخصت ہو گئے۔

خلافت سے سرفراز ہونا:

بعد از توبہ و بیعت حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سلوک کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے پاس طلب فرمایا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر پر سبز عمامہ باندھا اور اسم اعظم جو کہ خواجگانِ چشت میں سینہ بہ سینہ چلا آ رہا تھا سکھایا اور مسند خلافت عطا فرمائی۔

اقتباس الانور میں تحریر ہے کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے پاس طلب فرمایا تو ان سے دریافت کیا کہ وہ کون سی جگہ پر جانا چاہتے ہیں؟ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ حضور! میں دہلی میں قیام کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دہلی کی خلافت کا پروانہ عطا فرمایا اور حکم دیا کہ تم ہانسی چلے جاؤ اور حضرت جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس پر مہر ثبت کروا کر دہلی چلے جاؤ۔

(نوٹ): یہ یاد رہے کہ اُس وقت تک سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء المعروف حضور محبوب الہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دہلی کی خلافت نہیں ملی تھی۔

### مہر تصدیق:

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب خلافت عطا کی گئی اُس وقت حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک قریباً ۵۸ سال تھی۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دستور تھا کہ وہ خلافت نامہ خود تحریر فرماتے تھے اور اُس پر مہر ثبت کروانے کے لئے اپنے مرید حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ہانسی بھیجتے تاکہ وہ اُن کے خلافت نامہ پر مہر ثبت کریں۔ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اولین مریدوں میں سے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پہلے روز سے ہی اُن کو یہ کام سونپ رکھا تھا۔ چنانچہ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی خلافت نامہ پر مہر ثبت کروانے کے لئے اجودھن سے ہانسی روانہ ہوئے۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب اجودھن سے ہانسی پہنچے تو سواری سمیت ہی حضرت جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں داخل ہوئے۔ حضرت جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا استقبال کیا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دوران بھی سواری سے نیچے تشریف نہیں لائے۔ حضرت جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ بات ناگوار گزری لیکن انہوں نے پھر بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعظیم میں کوئی کسر باقی نہ رکھی اور نہایت احترام کے ساتھ مجلس میں لائے۔ پیر و مرشد کا حال دریافت کیا۔ اتنے میں نماز مغرب کا وقت ہو گیا اور دونوں حضرات نے نماز مغرب ادا کی۔ بعد از فراغت نماز مغرب حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا خلافت نامہ پیش کیا تاکہ اس پر مہر ثبت کی جاسکے۔

جس وقت حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خلافت نامہ پیش کیا

اُس وقت اندھیرا ہو چکا تھا اور حجرہ مبارک میں اُس وقت تک چراغ روشن نہ کیا گیا تھا۔ اسی اثناء جب چراغ روشن کر کے لایا گیا اور حضرت جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمان کھولا تیز ہوا چلی اور چراغ بجھ گیا۔ حضرت جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ وہ صبح ہوتے ہی اس فرمان کو دیکھیں گے۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس وقت اپنی انگشت شہادت پر پھونک ماری تو وہ روشن ہو گئی۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی روشنی میں مہر ثبت کر دیں۔ حضرت جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب یہ ماجرا دیکھا تو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان پھاڑ دیا اور فرمایا!

”دہلی بے چاری تم جیسے جلالی کی تاب نہیں رکھتی تم تو دہلی کو ایک لمحے میں جلا کر راکھ کر دو گے۔“

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ سنتے ہی جلال میں آگے اور کہا کہ تم نے میرے خلافت نامہ کو چاک کیا ہے میں تمہارا سلسلہ قطبیت ختم کرتا ہوں۔ حضرت جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا کہ اول سے یا آخر سے۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی جلالی کیفیت میں بولے کہ اول سے۔

جس وقت ہانس میں یہ تمام ماجرا چل رہا تھا اجودھن میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ اللہ خیر کرے اس وقت دین کے دو پہلوانوں میں زور آزمائی ہو رہی ہے۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہانس سے واپس اجودھن تشریف لائے اور سیدھا حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا گوش گزار کیا۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”جمال کے پھاڑے ہوئے کو فرید نہیں سی سکتا۔“

پھر فرمایا کہ جب قطب جمال (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے تمہارے خلافت نامہ کو پھاڑ ڈالا تو تم نے کیا کیا؟ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے اُس وقت جلال آگیا اور میرے منہ سے نکل گیا کہ میں نے تمہارے سلسلہ کو توڑ ڈالا۔  
حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت فرمایا کہ تم نے اُس کا سلسلہ اول سے توڑا یا آخر سے۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اُن کا سلسلہ اول سے توڑ دیا ہے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ شکر ہے تم نے اول سے کہا اور اُس کی آخر سلامت رہ گئی۔ اب تمہارے مریدوں میں سے ایک مرید دعا کرے گا اور اُس کا سلسلہ دوبارہ جاری ہو جائے گا۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اشارہ حضرت خواجہ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب تھا جو حضرت خواجہ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہوئے۔



## شجرہ طریقت

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شجرہ طریقت حسب ذیل ہے۔

۱۔ حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۲۔ خلیفہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۳۔ خلیفہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۴۔ خلیفہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۵۔ خلیفہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۶۔ خلیفہ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۷۔ خلیفہ حضرت قطب الدین نمودود چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۸۔ خلیفہ حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۹۔ خلیفہ حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۰۔ خلیفہ حضرت خواجہ ابدال چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۱۔ خلیفہ حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۲۔ خلیفہ حضرت خواجہ ممشاد دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۳۔ خلیفہ حضرت امین الدین ہمیرۃ البصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۴۔ خلیفہ حضرت سلطان ابراہیم ادہم بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

- ۱۵۔ خلیفہ حضرت خواجہ ابو فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 ۱۶۔ خلیفہ حضرت خواجہ ابواحد زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 ۱۷۔ خلیفہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 ۱۸۔ خلیفہ امام الاولیاء حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ



## کلیر شریف کی ولایت

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بحکم الہی اس مرتبہ کلیر شریف کی خلافت کا فرمان تحریر کر کے دیا اور اس مرتبہ خود اس فرمان پر مہر تصدیق بھی ثبت کر دی۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علیم اللہ ابدال کو خاص طور پر حکم دیا کہ وہ بھی حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ کلیر شریف روانہ ہوں۔ جس وقت حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کلیر شریف کا فرمان خلافت عطا کیا گیا اس وقت کلیر شریف ایک سرسبز علاقہ تھا۔

جس وقت حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کلیر شریف روانہ ہونے لگے تو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خصوصی ہدایت و نصیحت سے نوازا اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔





## جغرافیائی حیثیت کلیر شریف

کلیر شریف ضلع سہارن پور صوبہ اتر پردیش (یوپی) کے شمال مغرب میں دریائے گنگا اور جمنا کے درمیان واقع ہے۔ یہ ایک بہت ہی زرخیز ضلع ہے۔ اس کے شمال میں کوہ شوارک اور دوسری جانب ضلع دہرہ واقع ہے۔ کلیر شریف کے مشرق کی جانب دریائے گنگا واقع ہے اور دوسری طرف ضلع بجنور واقع ہے۔ کلیر شریف کے جنوب میں ضلع مظفرنگر اور مغرب میں دریائے جمنا واقع ہے۔ اس کے دوسری جانب ضلع انبالہ اور ضلع کرنا واقع ہے۔

جغرافیائی لحاظ سے یہ سارا علاقہ پہلاڑی اور جنگلوں پر مشتمل ہے۔ اس علاقے میں جھیلیں بھی بکثرت واقع ہیں۔ نکوڑ کلیر شریف تحصیل روڑ کی کا ایک گاؤں ہے اور یہ تمام علاقہ جنگلات پر مشتمل ہے۔ اس گاؤں میں درخت بے تحاشا ہیں۔ یہ گاؤں چونکہ پہاڑی علاقے میں واقع ہے اس لئے یہاں کی زمین ناہموار ہے۔ اس گاؤں کے شمال اور جنوب میں گہری کھائیاں موجود ہیں۔

۱۸۳۹ء میں میجر برولی کاٹلی کی تجویز پر یہاں نہر نکالی گئی۔ یہ نہر دو سو چھپن میل لمبی ہے اور اپنی شاخوں کے ساتھ چھبیس لاکھ ایکڑ زمین سیراب کرتی ہے۔ ضلع سہارن پور کے مطابق نہر کلیر شریف سے دو میل کے فاصلے پر شمال کی جانب دھنوری گاؤں کے نزدیک سے گزرتی ہے اور جنوب مغربی جانب قدرے موڑ کاٹی ہوئی کلیر شریف کے رقبہ کے بیچ میں سے اکتیس فٹ نشیب میں گزرتی ہے۔ اس کے شمالی سمت میں دھنوری اور مغربی جانب کلیر سے روڑ کی کی سطح زمین اس نہر سے اکتیس فٹ بلند ہے اور کلیر کا کچھ مزرعہ رقبہ اس نہر

کی آبپاشی سے محروم ہے۔

پہاڑوں کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے یہاں کی آب و ہوا بے حد مرعوب ہے اور گرمیوں میں یہاں شدید گرمی پڑتی ہے جبکہ سردیوں میں شدید سردی۔ بارشیں معمول کے مطابق ہوتی ہے۔ کلیر شریف کے نواح میں گھنے جنگل واقع ہیں جہاں خوفناک اور وحشی درندے بکثرت پائے جاتے ہیں۔

کلیر شریف کی بنیاد ۱۸۸۳ء میں راجہ کرم پال نے رکھی تھی اور اس کا ابتدائی نام ہردوار گڑھی بگ رکھا گیا تھا۔ یہ قصبہ عرصہ دراز تک دریائے گنگا کے کنارے کوسوں میل تک آباد ہوتا گیا اور یہاں ایک عظیم الشان بت خانہ بھی تعمیر کیا گیا جس کی وجہ سے اس قصبے کو پورے ہندوستان میں شہرت حاصل ہوئی۔ اس بت خانے میں سونے اور چاندی کے سینکڑوں بت نصب کئے گئے۔ ایک اندازے کے مطابق ان بتوں کی تعداد تیس ہزار سے زائد تھی۔

راجہ کرم پال کے مرنے کے بعد راجہ مکرم پال نے اس بت خانے کو رونق بخشی اور گوگل چند نامی مہنت کو بطور ناظم تعینات کیا۔ راجہ مکرم پال ہر سال سات ہزار مہنتوں اور ایک ہزار سے زائد برہمنوں کے ساتھ پوجا کے لئے اس مندر میں آتا تھا۔ صدیوں تک اس علاقے میں مختلف مہاراجوں کی حکومت قائم رہی۔ کلیر شریف کا آخری راجہ کلیان پال تھا جس نے اس کا نام اپنی نسبت سے ”کلیر“ رکھا۔

۱۲۰۵ء میں مسلمانوں نے اس علاقے کو فتح کیا اور اپنی حکومت میں شامل کیا۔ چونکہ کلیر شریف سلاطین دہلی کے قبضہ میں تھا لیکن سلطنت دہلی کی جانب سے یہاں پر کوئی بھی عہدیدار مقرر نہ تھا۔ یہاں پر ایک زمیندار رئیس قیام الدین عرف مورث برسر اقتدار تھا۔ اس کی یہاں پر بے تحاشا زمینیں تھیں جہاں درختوں کی کثرت کی وجہ سے لکڑی کی پیداوار ہوتی تھی۔ لوگوں کی زیادہ تر آبادی مزدوروں پر مشتمل تھی جو جنگلات سے لکڑیاں کاٹ کر ہردوار کے یاتریوں کی خدمت کرتے اور اپنا گزر بسر کرتے تھے۔

کلیر شریف میں حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آنے سے پہلے تک ملی جلی آبادی رہتی تھی۔ شاہی فوج کے حملہ سے کلیر شریف کا قلعہ شکستہ ہو چکا تھا جس کو مرمت کروا کے رئیس قیام الدین نے اپنی رہائش گاہ بنا رکھی تھی۔ کلیر شریف میں ایک مسجد بھی موجود تھی جس کو جامع مسجد کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہاں کے لوگ مالی اعتبار سے مفلوک الحال تھے اور رئیسوں کے قرض دار تھے۔ قوم پرستی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی اور عہد شکنی یہاں کے لوگوں کی فطرت میں شامل تھی۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کلیر شریف کی حالت زار کو دیکھتے ہوئے اپنی خصوصی نظر فرمائی اور حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہاں پر اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا۔ اُس وقت کلیر شریف کو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے جلالی بزرگ کی ہی ضرورت تھی۔



## حلیہ مبارک

کتب سیر میں حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جو حلیہ مبارک بیان کیا گیا ہے اُس کے مطابق حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت خوبصورت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قد درمیانہ تھا، سر فراغ، پیشانی کشادہ، ابرو نہایت خوبصورت مانند کمان، کمر باریک، دراز دست اور انگشت والے آدمی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دانت متوسط، گردن دراز اور سینہ کشادہ تھا۔ چہرہ مبارک نورانی تھا۔ موئے مبارک باریک اور ملائم تھے جو بچپن سے کبھی تراشے نہ گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز نہایت خوش الحان تھی۔



## عادات و اطوار

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کمال زہد و تقویٰ کے مالک تھے۔ ترک و تجرد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی کا نمایاں پہلو ہے۔ دنیا اور اہل دنیا سے شدید نفرت تھی۔ صحبت خلق سے دور رہنے کی حتی الامکان کوشش کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بچپن سے ہی روزہ رکھتے تھے۔ کلیر شریف آمد کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گولر کے علاوہ کچھ نہ کھایا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لباس میں صرف تہہ بند استعمال کرتے جو کہ گل زرمی رنگ کا ہوتا تھا۔ خرقہ بھی زیب تن فرماتے تھے۔ جب تک پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہے عمامہ زیب تن فرماتے رہے۔ جب کلیر شریف آمد ہوئی تو اُس کے بعد سے سر مبارک پر کبھی کوئی کپڑا نہ رکھا۔ بچپن سے ہی برہنہ پاؤں رہتے تھے اور کبھی نعلین زیب پا نہیں فرمائیں۔



## کلیر شریف روانگی

بحکم پیر و مرشد ۱۵ ذی الحجہ ۶۵۰ھ بروز دوشنبہ بعد نماز فجر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، علیم اللہ ابدال کے ہمراہ کلیر شریف کو روانہ ہوئے۔ اجودھن اور کلیر شریف کے درمیان فاصلہ اسم اعظم چشتیہ کی بدولت صرف ایک یوم میں ہی طے ہوا اور ۱۶ ذی الحجہ ۶۵۰ھ بروز دوشنبہ بعد نماز ظہر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بمع علیم اللہ ابدال کلیر شریف میں داخل ہوئے اور ایک بوڑھی عورت مسماۃ گلزاری بیگم بنت عبدالصمد کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکان کے ایک کونے میں سکونت اختیار کی اور حسب معمول عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔

مسماۃ گلزاری بیگم کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام بہاؤ الدین بن ہارون احمد تھا۔ اس ضعیفہ کے مکان کی جنوب مشرقی سمت میں روغن گر جمال اپنے سات بیٹوں کے رہتا تھا۔ جنوب کی سمت میں نعمت بن محمد یار کا مکان تھا جبکہ غربی سمت مکان کا دروازہ تھا۔ مکان کے شمالی سمت میں قاضی شہر تبرک کا عالی شان مکان تھا۔ جلد ہی اہل مکان اور دیگر ہمسائے سوائے قاضی تبرک کے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل و جان سے گرویدہ ہو گئے اور ہمہ وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کے لئے تیار رہنے لگے۔

کتب سیر میں مذکور ہے کہ کلیر شریف ایک اچھا خاصا آباد قصبہ تھا لیکن اس قصبہ میں صرف ایک ہی مسجد واقع تھی جس کا نام جامع مسجد کلیر تھا۔ اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے نزدیکی آبادیوں سے بھی لوگ آتے تھے اور اکثر اوقات اس مسجد میں ہزاروں کی تعداد میں نمازی جمع ہوتے تھے۔ نماز جمعہ میں اس مسجد میں نمازیوں کا ایک بہت بڑا اجتماع ہوتا تھا

اور اس دوران رئیس کلیر اپنے چار سو چنڈوں کے ہمراہ بھی شامل ہوتا ہے۔

جامع مسجد کلیر شریف شہر کے وسط میں واقع تھی اور اُس کی بلندی زمین سے قریباً تیس فٹ بلند تھی۔ اس کی اکہتر سیڑھیاں تھیں اور سیڑھیاں چڑھنے کے بعد سامنے مسجد کا ایک بلند وبالادروازہ تھا۔ مسجد کے بیرونی فرش کا عرض قریباً ۱۰۰ گز اور طول ۲۰۰ گز تھا۔ مسجد کے محراب اور دLANوں کی تعداد تیرہ تھی۔ مسجد کا اندرونی فرش ۸۵ گز چوڑا تھا جبکہ اندرونی طول ۹۶ گز تھا۔ چھت پر تین بڑے گنبد تھے جن کے کلس طلائی کے تھے۔ مسجد کے تمام در و دیوار پر اندرونی جانب خوبصورت نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ مسجد کے فرش کے وسط میں ایک حوض تھا۔ غسل کے برتن اور وضو کے ظروف قریباً سو کے قریب تھے۔ مسجد کے پہلو میں بیرونی سمت تین عدد غسل خانے واقع تھے۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب کلیر شریف میں وارد ہوئے تو اس مسجد کا امام قاضی تبرک تھا۔ بظاہر تو اُس زمانے میں کلیر شریف میں شرح ظاہری کا بہت اہتمام ہوتا تھا لیکن افسوس ناک امر یہ تھا کہ مسجد میں رئیس کلیر اور اُس کے چنڈالوں کے لئے ایک علیحدہ جگہ مقرر تھی جہاں کسی اور کھڑے ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ اس کے علاوہ بھی لوگوں نے نماز کے لئے اپنی اپنی جگہ مقرر کر رکھی تھی اور کسی کی بھی اتنی جرأت نہ ہوتی تھی کہ اُن کی مقررہ جگہ پر نماز ادا کر سکے۔ اگر خلاف توقع کوئی غیر آدمی وہاں پر آ کر نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا تو جھگڑا شروع ہو جاتا۔ نتیجتاً لوگ فیصلے کے لئے قاضی تبرک کے پاس جاتے اور قاضی تبرک اسی گھمنڈ میں مبتلا تھا کہ لوگ اُس کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب کلیر شریف میں وارد ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعد نماز عصر جامع مسجد کلیر شریف میں رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ شیخ بہاؤ الدین اور شیخ جمال آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ابتدائی معتقدین میں سے تھے۔ اُنہوں نے رفتہ رفتہ لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرنا شروع کر دیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کلیر شریف آمد باعث خیر و برکت ہے اس لئے لوگوں کو چاہئے کہ اُن کے دست

حق پر بیعت ہوں۔

قاضی تبرک کو جب حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد کی خبر ہوئی تو اُس کو یہ فکر لاحق ہو گئی کہ کہیں اُس کا اقتدار ہی ختم نہ ہو جائے۔ چنانچہ اُس نے رئیس کلیر قیام الدین کو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بدظن کرنا چاہا۔ قاضی تبرک نے رئیس کلیر سے کہا کہ ایک ایسا شخص کلیر میں آ گیا ہے جو اپنے آپ کو امام کہلواتا ہے اور بزرگی کا دعویٰ دار ہے۔ ہر نماز کے بعد وعظ کہتا ہے جس سے نمازیوں کی نمازوں میں خلل پیدا ہوتا ہے۔ اگر اس کا تذکرہ نہ کیا گیا تو وہ کلیر پر قابض ہو جائے گا۔

قاضی تبرک کلیر شریف میں حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سخت ترین مخالف بن کر اٹھا اور اُس نے لوگوں کو بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا۔ اُس نے ہر نماز کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلاف خطبہ دینا شروع کر دیا۔ اُس دور میں اس مسجد پر منافقین اور فاسقین کا غلبہ تھا اور وہ لوگ قاضی تبرک کے ہر فیصلے اور ہر بات کو بلا چون و چرا تسلیم کرتے تھے۔ ان لوگوں نے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مسجد میں نماز پڑھنے سے بھی روک دیا بلکہ بوقت نماز عموماً اور بوقت نماز جمعہ بالخصوص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مسجد کی حدود میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔

لوگوں سے پہلا خطاب:

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جامع مسجد کلیر میں تشریف لے گئے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگے۔ مسجد میں قریباً دو ہزار کے قریب نمازی موجود تھے۔ اس موقع پر شیخ بہاؤ الدین اور شیخ جمال محمد نے با آواز بلند کہا کہ لوگو! یہ اقطاب ہند ہیں اور کلیر شریف میں لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے آئے ہیں۔ ہم سب پر لازم ہے کہ ان کے دست حق پر بیعت ہوں اور ان کے فرمان پر دل و جان سے عمل پیرا ہوں تاکہ ہم دین و دنیا میں فلاح پائیں۔

حاضرین پر ان حضرات کی تقریر کا کوئی اثر نہ ہوا۔



اگلے روز حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوبارہ مسجد میں تشریف لے گئے۔ اُس وقت مسجد میں نمازیوں کی تعداد قریباً پانچ ہزار کے قریب تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!

”اللہ عزوجل کے نزدیک اُس کی تمام مخلوق برابر ہے۔ اللہ عزوجل کی نگاہ میں اُس کا مقبول بندہ وہی ہے جو کہ سچے دل سے اُس کی عبادت کرتا ہے اور اُس کے بھیجے ہوئے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و افعال کی پیروی کرتا ہے۔“

اس مختصر خطاب کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے کلیر شریف کی ولایت کا اعلان کیا۔ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہمارا امام قاضی تبرک ہے اور ہمارا پیر قرآن مجید ہے۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں کے جواب میں فرمایا!

”یہ فقیر اپنے پیر و مرشد کی جانب سے عطا کردہ ولایت اور خلافت نامہ تمہارا امام اور سلطان الاولیاء کا درجہ رکھتا ہے اور اسی دلیل کی بنیاد پر تمہیں ہدایت اور توبہ کی تعلیم دیتا ہے۔“

حاضرین آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس جواب کو سن کر خاموش ہو گئے اور انہوں نے اس بات کی اطلاع قاضی تبرک کو کر دی۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس اعلان کا لوگوں نے باغیانہ اثر لیا اور وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔ ساہوکاروں کو اس سے یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ اس سے اُن کی اجارہ داری ختم ہو جائے گی اور غریب اُن کے زیر اثر کام نہ کریں گے۔ نسل پرست اس وجہ سے گھبرا گئے کہ انہوں نے جو نسل پرستی کا ڈھونگ رچا رکھا تھا وہ ختم ہو جائے گا۔ اقتدار پسندوں کو اپنے اقتدار کی فکر لاحق ہو گئی اور وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے اقتدار کے لئے خطرہ

محسوس کرنے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں کو جس بات کی تعلیم دینا شروع کی وہ مساوات کی تعلیم تھی۔ یہ وہ تعلیم تھی جس میں تمام انسان برابر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کلیر شریف کی سماجی اصلاح کا بیڑا اٹھایا جس کی وجہ سے لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مخالف ہو گئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبادت و ریاضت میں کلیر شریف آنے کے بعد بھی کچھ فرق نہ پڑا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زہد و تقویٰ کی بدولت جلد ہی کلیر شریف اور اس کے گرد و نواح میں مشہور ہو گئے۔ لوگ دور دراز سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ملنے کے لئے آتے لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جلالی طبیعت کی وجہ سے ان میں نزدیک آنے کا حوصلہ بھی نہ ہوتا تھا۔ اس دوران گلزاری بیگم اور اس کا بیٹا شیخ بہاؤ الدین اور شیخ جمال محمد ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئے۔

### قاضی تبرک کی بھرپور مخالفت:

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہرت اور تبلیغ کے بارے میں قاضی تبرک کو مسلسل اطلاعات مل رہی تھیں اور اُسے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے اپنے اقتدار کے ختم ہونے کا خطرہ لاحق تھا۔ قاضی تبرک نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بھرپور مخالفت شروع کر دی اور جو لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہو چکے تھے اور جو لوگ بیعت ہونے کے لئے آتے تھے ان کو بہکانا اور روکنا شروع کر دیا۔ قاضی تبرک ان لوگوں کو ہر طرح کا لالچ دیتا اور اگر وہ اس لالچ میں نہ آتے تو ان کو ڈرانا دھمکانا شروع کر دیتا۔ قاضی تبرک کی ان حرکتوں کے نتیجے میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت کی خواہاں تھی وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت کی سعادت حاصل نہ کر سکے۔ اس دوران جو لوگ ثابت قدم رہے ان میں گلزاری بیگم اُس کا شوہر شیخ جمال محمد اور بیٹا شیخ بہاؤ الدین شامل تھے۔

قاضی تبرک نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مخالفت میں رئیس قیام الدین کو اپنے

ساتھ ملا لیا اور اُس کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے اس طرح بدظن کیا کہ اُس کی حکومت کو بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شدید خطرہ ہے۔ قاضی تبرک نے رئیس قیام الدین کو جو خط لکھا اُس کا متن کچھ یوں تھا۔

”علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نام کا ایک شخص کلیر شہر میں وارد ہوا ہے جو اپنے آپ کو صاحب ولایت کہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ علاقہ اُس کے مرشد کی طرف سے اُسے عنایت ہوا ہے۔ وہ مسجد میں وعظ و تلقین کرتا ہے جس سے نمازیوں کی نماز میں فتور پیدا ہوتا ہے۔ اگر اس شخص کی سرگرمیوں کو روکا نہ گیا تو وہ کسی دن ہمارے مرتبے اور اقتدار کے لئے خطرہ ثابت ہو جائے گا۔ اس لئے اس وقت یہ ضروری ہے کہ جلد از جلد اُس کے اثر و رسوخ کو زائل کیا جائے تاکہ وہ ہمارے اقتدار کی راہ میں رکاوٹیں پیدا نہ کرے۔“

رئیس قیام الدین قاضی تبرک کی باتوں میں آ گیا اور اُسے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خطرہ محسوس ہونے لگا۔ اُس نے قاضی تبرک سے کہا کہ وہ بروز جمعہ جب جامع مسجد میں نماز کے لئے آئے گا تو اُس شخص سے ملاقات کر کے اس بات کا جائز لے گا۔ رئیس قیام الدین کا دستور تھا کہ وہ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد جامع مسجد میں خاص معاملات اور مقدمات کا فیصلہ کرتا ہے اور ان معاملات میں قاضی تبرک کی رائے کو مقدم رکھا جاتا تھا۔

### رئیس قیام الدین سے ملاقات:

جمعہ کے روز جب رئیس قیام الدین جامع مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے آیا تو اُس نے بعد از ادائیگی نماز حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو طلب فرمایا جو کہ اُس وقت نماز جمعہ کے بعد وعظ فرما رہے تھے اور لوگوں کا ایک جم غفیر اُن کے ارد گرد اکٹھا تھا۔ رئیس قیام الدین نے اس موقع پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا کہ اگر تم واقعی صاحب ولایت اور اقطاب ہند میں سے ہو تو تم میری اُس بکری کا پتہ بتاؤ جس کا رنگ سبز

ہے اور وہ نہایت قد آور اور خوبصورت ہے۔ یہ بکری تین ماہ سے غائب ہے۔ اگر تم نے اُس بکری کا صحیح پتہ بتا دیا کہ وہ اس وقت کس کے پاس ہے تو میں اس بات کا یقین کر لوں گا کہ تم واقعی اقطاب ہند ہے اور یہ علاقہ تمہیں مرشد کی طرف سے عنایت ہوا ہے۔ میں تمہیں اپنا امام بنا لوں گا اور تمہارے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد تمہارے پیچھے نماز پڑھا کروں گا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رئیس قیام الدین کی بات سن کر مسکرا دیئے اور سمجھ گئے کہ یہ امتحان کی غرض سے ایسی باتیں کر رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آسمان کی جانب دیکھا اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا!

”بکری کھانے والے حاضر ہوں۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ قریباً ۲۷ آدمی حیران و پریشان آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُن سے پوچھا کہ رئیس قیام الدین کی بکری کدھر ہے اور تم نے کس طرح اُس کو ذبح کر کے کھایا تھا۔ پہلے تو اُن لوگوں نے اس بات کا انکار کیا لیکن جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ بکری خود زبان سے بولے تم اس بات کا اقرار کر لو تا کہ پردہ فاش نہ ہو۔ اُن لوگوں نے قسم کھالی کہ اُنہوں نے رئیس قیام الدین کی بکری کو نہیں دیکھا اور نہ ہی اُنہوں نے اُسے ذبح کر کے کھایا ہے۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رئیس قیام الدین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم اپنی بکری کا نام لے کر پکارو۔ رئیس قیام الدین نے اپنی بکری کا نام لے کر بلند آواز سے پکارا۔

”اے حرمنا! اے میری بکری تو کدھر ہے؟“

رئیس کلیر قیام الدین کا پکارنا تھا کہ اُن لوگوں کے پیٹ میں سے آوازیں آنا شروع ہو گئیں کہ میں اتنی اتنی مقدار میں ان تمام لوگوں کے پیٹ میں موجود ہوں اور ان لوگوں نے نصف شب کے وقت مجھے ذبح کر دیا اور میرا گوشت بھون کر کھا گئے۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس کرامت کو دیکھ کر رئیس قیام الدین بے ساختہ پکار اٹھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت ہیں اور اقطاب ہند میں سے ہیں۔ رئیس قیام الدین آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قائل ہو چکا تھا۔ قبل اس کے کہ وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیعت کی سعادت حاصل کرتا قاضی تبرک چلا اٹھا کہ یہ کرامت نہیں ہے بلکہ یہ تو جادو ہے اور یہ امر جادو کے زور پر وقوع پذیر ہوا ہے۔ یہ شخص جادو گر ہے اور تم لوگ اس کے جادو کو دیکھ کر بہک گئے ہو۔

رئیس قیام الدین نے جب قاضی تبرک کی بات سنی تو وہ بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جادو گر سمجھنے لگا۔ رئیس قیام الدین باوصف سمجھداری کے اور اس کرامت کو دیکھتے ہوئے بھی جاہل بن گیا اور اس نے قاضی تبرک کے چنگل میں پھنس کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جادو گر قرار دے دیا۔

رئیس کلیر قیام الدین کے الفاظ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسکرا دیئے اور فرمایا کہ آج سنت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی ادا ہو گئی۔ لوگوں نے میرے رسول نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھی جادو گر کہا تھا اور آج مجھے بھی جادو گر کہہ رہے ہیں۔ یہ فرما کر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جامع مسجد سے واپس گلزاری بیگم کے مکان میں تشریف لے گئے۔

### پہلا عریضہ بنام پیرو مرشد:

رئیس قیام الدین اور قاضی تبرک کی زیادتیاں اور بدتمیزیاں اب حد سے زیادہ بڑھ چکی تھیں اور انہوں نے اب کھلم کھلا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مخالفت شروع کر دی۔ جب حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا کہ قاضی تبرک کسی بھی طور پر اپنی ان حرکتوں سے باز نہیں آ رہا اور اس کی مخالفت حد سے بڑھ چکی ہے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک عریضہ بنام پیرو مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، علیم اللہ ابدال کے توسط سے اجودھن بھیجا۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس عریضے کو پڑھا۔ عریضہ پڑھنے کے بعد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بحکم سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک فتویٰ تحریر کیا ہے جس میں قرآنی آیات اور احادیث کے حوالے بھی دیئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ فتویٰ علیم اللہ ابدال کو دیا کہ وہ اس فتویٰ کو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لے جائے اور حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرمائے کہ وہ یہ فتویٰ قاضی تبرک کو دے دیں۔

علیم اللہ ابدال نے وہ فتویٰ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جا کر پیش کر دیا۔ اس فتویٰ میں حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولایت کی تصدیق بحکم الہی اور بحکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم موجود تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والی کلیر ہیں۔

### قاضی تبرک کی گستاخانہ حرکت:

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ فتویٰ علیم اللہ ابدال کو دیا اور کہا کہ وہ یہ فتویٰ قاضی تبرک کو جا کر دکھایا۔ علیم اللہ ابدال نے جب وہ فتویٰ قاضی تبرک کو دیا تو قاضی تبرک طیش میں آ گیا اور اس نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب سے تحریر کردہ وہ فتویٰ پھاڑ دیا اور کہنے لگا کہ میں ایسی دھمکیوں سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ قاضی تبرک نے یہ جملہ تحریر کر کے علیم اللہ ابدال کو دیا۔ وہ اس تحریر اور فتویٰ کو واپس لے آئے اور حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

### دوسرا عریضہ بنام پیر و مرشد:

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پھٹا ہوا عریضہ دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلال میں آ

گئے۔ اس کیفیت میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صبر کا دامن نہ چھوڑا اور دوسرا عریضہ بنام پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر کیا اور پیر و مرشد کا چاک شدہ فتویٰ اور قاضی تبرک کا رقعہ بھی علیم اللہ ابدال کے ہاتھ اجودھن روانہ کئے۔

علیم اللہ ابدال نے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عریضہ چاک شدہ فتویٰ اور قاضی تبرک کا رقعہ اجودھن میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جا کر پیش کر دیئے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے چاک شدہ فتویٰ کو سر پر رکھ لیا اور علیم اللہ ابدال سے کہا کہ قاضی تبرک نے ہمارے فتویٰ کو پھاڑ کر کیا حاصل کر لیا۔ اگر وہ اسے پھاڑے بغیر فقیر کے پاس واپس بھیج دیتا تو اس سے اُس کا کیا جاتا۔ خیر اُس نے میرے مولا کے فتویٰ کو پھاڑا ہے اور میں نے اس کے بدلے میں اُس کے سب ناموں کو لوح محفوظ سے چاک کر ڈالا ہے۔ بموجب فرمان فقیر اہل کلیر مع زمین کلیر کے سوختے ہو گئے اور روز قیامت تک سوختے رہیں گے۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ فرما کر اپنے حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے اور ایک فرمان بنام رئیس کلیر قیام الدین کے نام تحریر فرمایا اور اُس عریضہ کو علیم اللہ ابدال کو دیتے ہوئے فرمایا کہ اسے رئیس کلیر قیام الدین کو جا کر دے دینا۔ رئیس کلیر قیام الدین کے نام فرمان میں تحریر تھا!

”تجھے اللہ تعالیٰ نے والی شہر بنایا ہے لہذا تم پر یہ لازم ہوتا ہے کہ تم اول بادشاہ دو جہاں علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے دست حق پر بیعت کرو۔ اُن سے حصول شرف بیعت تجھ کو بدست حضور سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہوگی اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے احکام موصول ہوا کریں گے۔ بیعت کئے بغیر یہ مرتبہ تجھے ہرگز حاصل نہ ہوگا۔

قاضی تبرک کو بھی یہ فقیر یہی فرماتا ہے کہ علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ) کی اطاعت کرو کیونکہ اس کی اطاعت عین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہے۔ اگر تم میرے علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی اطاعت نہیں کرو گے تو تم اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہو گے اور تمہیں معلوم نہیں میرے علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے تم سب کے نام لوح محفوظ سے سوخت کر دیئے ہیں اور اگر تم اُس کی فرمانبرداری نہیں کرو گے تو تم پر اللہ عزوجل کا عذاب تم پر نازل ہو گا اور یہ سب کچھ اللہ عزوجل نے میرے علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے اختیار میں دے دیا ہے۔ وہ چاہے تو تم پر رحم فرمائے اور چاہے تو تم پر قہر فرمائے۔

تمہیں یہ یاد رکھنا چاہئے بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر ختم اللہ الدوارج سلطان الاولیاء ہے اور اُس کا باپ شاہ عبدالرحیم عبدالسلام دادا شاہ سیف الدین عبدالوہاب پردادا جناب قطب ربانی غوث صمدانی حضرت شیخ محی الدین ابو محمد سیدنا عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمہم اللہ ہیں اور تم میرے علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو آل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سمجھ کر اس کی اطاعت کرو کہ یہی فرمان حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

قاضی تبرک نے کہا ہے کہ وہ صرف کلام مجید کو اپنا پیر و مرشد جانتا ہے اگر وہ قرآن کو اپنا پیر و مرشد جانتا ہے تو آل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امامت کا کیونکر منکر ہے اور اپنے آپ کو آل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ کے مقابلے میں امام بیان کرتا ہے۔ اگر تم نے علی احمد صابر



(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی امامت کا انکار کیا تو روزِ قیامت رسوا ہو گے۔“

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس فرمان پر اپنی مہر بھی ثبت کر دی تھی۔

### رئیس کلیر قیام الدین کی گستاخی:

علیم اللہ ابدال نے رئیس کلیر قیام الدین کو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مکتوب پہنچایا۔ رئیس قیام الدین کے پاس اُس وقت قاضی تبرک بھی موجود تھا۔ رئیس قیام الدین نے وہ مکتوب پڑھا اور علیم اللہ ابدال سے دریافت کیا کہ وہ اجودھن کب پہنچا اور وہاں سے کب روانہ ہوا؟ علیم اللہ ابدال نے کہا کہ میں نے نمازِ ظہر کے وقت اجودھن پہنچا اور ظہر کی نماز اُن کی امامت میں ادا کی۔ بعد از نمازِ ظہر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے یہ مکتوب دیا اور میں کلیر شریف واپس آیا اور عصر کی نماز حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی امامت میں ادا کی۔ نمازِ عصر سے فارغ ہونے کے بعد میں تمہارے پاس آیا تاکہ تمہیں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ مکتوب دے سکوں۔

علیم اللہ ابدال کی بات سن رئیس قیام الدین حیران رہ گیا۔ اُس نے دریافت کیا کہ تم کو تیز رفتاری کا یہ مرتبہ کیونکر حاصل ہوا؟ علیم اللہ ابدال نے جواباً کہا کہ مجھے یہ مرتبہ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی معرفت سے حاصل ہوا۔ اگر تم بھی اُن کی اطاعت کر لو گے تو اس جیسے ہزاروں مراتب کو پا لو گے جبکہ مجھے تو ابھی اُن کی اطاعت کی بدولت یہ ادنیٰ سا مرتبہ حاصل ہوا ہے۔

قاضی تبرک یہ سن کر گھبرا گیا۔ اُس نے رئیس قیام الدین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تم اس کی باتوں میں نہ آنا یہ جادو گر ہیں اور جادو کے زور پر سب کچھ کرتے ہیں۔ اگر تم نے ان کی باتوں پر ذرا برابر بھی توجہ دی تو تم پر کفر کا فتویٰ لاگو ہو جائے گا۔

رئیس قیام الدین پر قاضی تبرک کی باتوں کا اثر ہو گیا اور اُس نے علیم اللہ ابدال سے کہا کہ اگر اللہ کو ہمیں کافر رکھنا منظور ہوا تو ہم کافر ہو جائیں گے اور اگر مسلمان رکھنا منظور ہوا تو ہم مسلمان ہی رہیں گے۔ تم ہم کو لوح محفوظ سے ڈراتے ہو اگر ہمارے نام لوح محفوظ سے مٹا دیئے جاتے تو اس وقت تک اُس کے آثار جاری ہو چکے ہوتے۔ تمہاری ساری باتیں جھوٹی ہیں۔ اس کے بعد رئیس قیام الدین نے قاضی تبرک کی ایما پر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوب کو پھاڑ دیا اور وہ مکتوب علیم اللہ ابدال کو واپس دیتے ہوئے کہا کہ تم بابا فرید الدین مسعود گنج شکر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو بتا دو کہ جو ہو گا وہ دیکھا جائے گا۔

علیم اللہ ابدال نے وہ مکتوب لیا اور حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جا کر سارا معاملہ اُن کے گوش گزار کر دیا۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ سب سن کر جلال میں آگئے۔ اس جلالی کیفیت میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ضبط سے کام لیا اور ایک اور عریضہ بنام پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر کیا اور علیم اللہ ابدال کو پیر و مرشد کا چاک شدہ فرمان اور وہ عریضہ دے کر اجودھن روانہ کر دیا۔

### تیسرا عریضہ بنام پیر و مرشد:

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو تیسرا عریضہ پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تحریر کیا اُس میں عرض کی! ”پیر و مرشد! فقیر کو نہایت صدمہ ہوا ہے اور ہر وقت الہام ہوتا ہے۔ حضور پر انور تمام حالات سے واقف ہیں اس لئے اس صدمہ سے جلد رہائی کا حکم فرمائیے ورنہ اس فقیر کی بیماری طول پکڑ جائے گی۔ بندہ کو نماز جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد میں جگہ نہیں دی جاتی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتویٰ اور فرمان کو انہوں نے پھاڑ ڈالا ہے۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جو بھی ارشاد ہو فقیر اُس کو بجالانے کے لئے تیار ہے۔“

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ عریضہ علیم اللہ ابدال کو دیتے ہوئے ہدایت کی کہ تم اجودھن میں ایک پل سے بھی زیادہ قیام نہ کرنا اور اس عریضہ کا جواب لے کر جلد سے جلد واپس آنا۔

علیم اللہ ابدال بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اجودھن روانہ ہوئے۔ اجودھن پہنچ کر علیم اللہ ابدال، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن کی خدمت میں پہنچ کر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عریضہ اور حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وہ مکتوب جو کہ رئیس قیام الدین نے پھاڑ دیا تھا پیش کر دیا۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علیم اللہ ابدال سے فرمایا کہ تم جاؤ اور قاضی تبرک اور رئیس قیام الدین دونوں کا نسب نامہ لے کر میرے پاس آؤ۔ علیم اللہ ابدال بجلی کی سی سرعت کے ساتھ کلیر شریف حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پیغام پہنچایا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ بہاؤ الدین کو طلب کر کے اُس سے قاضی تبرک اور رئیس قیام الدین کے نسب نامہ کے بارے میں دریافت کیا۔ شیخ بہاؤ الدین نے عرض کیا کہ اُن کا نسب نامہ رئیس قیام الدین کے دفتر سے معلوم ہو سکتا ہے میں وہاں جا کر معلوم کرتا ہوں۔ چنانچہ شیخ بہاؤ الدین، حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم سے رئیس قیام الدین کے دفتر چلے گئے۔ دفتری کو جب اُن کے آنے کا پتہ چلا تو اُس نے یہ بات خفیہ طور پر قاضی تبرک کو بتادی۔ قاضی تبرک نے رئیس قیام الدین کو مطلع کیا اور کہا کہ وہ ہم پر کچھ جادو کرنا چاہتے ہیں اس لئے ہمارا نسب نامہ معلوم کرنا چاہتے

ہیں۔ رئیس قیام الدین نے شیخ بہاؤ الدین کو فوراً ہی گرفتار کروالیا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے علیم اللہ ابدال کو فوراً ہی روانہ کیا کہ وہ شیخ بہاؤ الدین کو ان کی قید سے چھڑوائیں اور رئیس قیام الدین کے دفتر سے نسب نامہ بھی لے کر آئیں۔

علیم اللہ ابدال فوراً ہی روانہ ہوئے اور شیخ بہاؤ الدین کو ان کی قید سے چھڑوایا۔ بعد ازاں وہ نسب نامے حاصل کئے اور حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمان کے مطابق اجودھن حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچا دیئے۔ علیم اللہ ابدال نے وہ نسب نامے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دینے کے بعد عرض کی کہ حضور! میرے لئے کیا حکم ہے؟ میں یہاں اجودھن میں ٹھہروں یا واپس کلیر شریف چلا جاؤں۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علیم اللہ ابدال سے دریافت کیا کہ تم اس قدر خوفزدہ کیوں ہو؟ علیم اللہ ابدال نے عرض کی کہ حضور! میرے قلب پر اس وقت القا ہو رہا ہے کہ اللہ عزوجل کلیر کی سرزمین پر اپنا عذاب نازل کرنے والا ہے اور مجھے یہ بھی خوف ہے کہ کہیں میں بھی اس قہر خداوندی میں مبتلا نہ ہو جاؤں لہذا حضور میرے حال پر توجہ فرمائیں اور میری تسلی فرمائیں۔ اس وقت میری عمر ایک سو باون سال ہے اور اس سے پہلے کبھی بھی میرے قلب پر ایسا خوف طاری نہیں ہوا۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علیم اللہ ابدال کی پشت پر دست شفقت رکھا اور فرمایا کہ تم میرے فرزند علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے سپرد ہو اس لئے تمہیں اس بات کا کچھ خوف نہیں کرنا چاہئے۔ جب تم میرا جواب لے کر میرے فرزند کے پاس جاؤ گے تو وہ تمہاری تسکین کرے گا اور تمہارے مطمئن ہونے کے بعد ہی وہ سب کچھ ہوگا جو کہ ہونے والا ہے۔

علیم اللہ ابدال نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

الفاظ سے تو تو اُن کا جسم کانپ اٹھا۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تو میرے فرزند علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا ورد جاری رکھ اللہ عزوجل تیری مشکل کو آسان فرمادے گا۔ بعد ازاں نماز مغرب کا وقت ہو گیا اور علیم اللہ ابدال نے نماز مغرب حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی امامت میں ادا کی۔ نماز مغرب کے بعد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوب بنام علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تحریر کیا اور وہ مکتوب علیم اللہ ابدال کو دے دیا۔ مکتوب میں تحریر تھا!

”کلیر شریف کی ولایت تمہارے سپرد ہے۔ تمہارے دل میں جس طرح آئے تم کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اختیار تمہیں دیا ہے اور شہر کلیر تمہاری بکری ہے تم چاہو تو اس کا گوشت کھاؤ اور چاہو تو اس کا دودھ پیو۔“

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمان کو بوسہ دیا اور علیم اللہ ابدال سے فرمایا کہ تمہیں میرا نام امان دے گا اور تمہیں میری پشت کے علاوہ کہیں جگہ نہ ملے گی۔

### جلالی کیفیت:

نو محرم الحرام بعد از نماز فجر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور آسمان کی طرف پھونک ماری۔ بعد ازاں دس محرم الحرام بعد از نماز فجر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زمین کی طرف کچھ پڑھ کر پھونک ماری۔ پھونک مارنے کی دیر تھی کہ زمین نے جنبش لی اور زلزلے کے جھٹکے محسوس ہونا شروع ہو گئے۔ اس دوران زمین نے تین مرتبہ کروٹ لی اور اس دوران زلزلے کے جھٹکے محسوس ہونا شروع ہو گئے۔ رئیس قیام الدین پریشان ہو گیا۔ اُس نے قاضی تبرک کو بلا کر اُس سے دریافت کیا کہ یہ ایک ہی لمحے میں زمین نے تین مرتبہ جنبش کیوں کھائی کہ زلزلہ۔

برپا ہو گیا؟ قاضی تبرک نے جواباً کہا کہ مجھے بھی اس بات پر تعجب ہے۔ رئیس قیام الدین بولا مجھے لگتا ہے کہ اقطاب ہند اپنا زور دکھا رہے ہیں آؤ ان کے پاس حاضر ہو کر تائب ہو جائیں ورنہ یہ نہ ہو کہ شہرتاہ و برباد ہو جائے۔ وہ شخص صحیح کہتا ہے کہ وہ اقطاب ہند ہے۔ اسی دوران علیم اللہ ابدال نے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ساحرہ جفلہ کے بارے میں بتایا جو کہ یونان سے تعلق رکھتی تھی اور اُس کی عمر سات سو برس تھی۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ کلیر کی تباہی میں نصف حصہ اس عورت کا ہے اور بقیہ نصف قاضی تبرک کا ہے۔

ادھر قاضی تبرک نے رئیس قیام الدین سے کہا کہ آپ ساحرہ جفلہ کو بلوائیں اور اُس سے دریافت کریں کہ کلیر شہر میں زلزلہ کیوں برپا ہو رہا ہے؟ رئیس قیام الدین نے اس عورت کو طلب کیا اور اُس سے زلزلہ کی وجہ دریافت کی۔ ابھی یہ بات چیت جاری تھی کہ زمین کو ایک مرتبہ پھر جنبش ہوئی اور زلزلہ کی کیفیت دوبارہ نمودار ہوئی۔ وہ ساحرہ عورت بولی کہ یہ سب اُس شخص ہی کا کیا ہوا ہے جو اپنے آپ کو اقطاب ہند کہتا ہے۔ اگر رئیس قیام الدین مجھے حکم کریں تو میں زمین کو گیارہ مرتبہ جنبش دے سکتی ہوں اور کوئی زلزلہ بھی برپا نہیں ہوگا۔

اُس ساحرہ کی بات سن کر قاضی تبرک اور رئیس قیام الدین مطمئن ہو گئے اور وہ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جادو گر کہنے لگے۔

### نمازِ جمعہ:

چونکہ یہ سب واقعہ جمعہ کے روز رونما ہوا تھا اس لئے اذانِ جمعہ تک زمین نے سات مرتبہ جنبش کھائی اور سات مرتبہ زلزلہ برپا ہوا۔ نمازِ جمعہ کے وقت رئیس کلیر قیام الدین مع قاضی تبرک اور اپنے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے جامع مسجد کلیر شریف تشریف لائے۔ جامع مسجد کلیر شریف میں حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مع علیم اللہ ابدال اور شیخ بہاؤ الدین کے موجود تھے۔ جب رئیس کلیر قیام الدین مع قاضی

تبرک اور ساتھیوں کے مسجد میں داخل ہوا تو اُس وقت مسجد میں نمازیوں کی تعداد تیرہ ہزار کے قریب تھی۔ قاضی تبرک جب امامت کے مصلے کے نزدیک پہنچا تو حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس کو ایک مرتبہ پھر نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تو آج بھی مجھے امام مان لے تو تیرا بھلا ہے ورنہ روزِ قیامت تیری مغفرت ہرگز نہ ہوگی۔

قاضی تبرک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات سن کر غصے میں آ گیا اور کہنے لگا کہ تم یہ بار بار کیوں کہتے ہو کہ ہم تمہارے پیچھے نماز پڑھیں۔ اگر تم کو ہمارے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی عذر ہے تو تم مصلیٰ چھوڑ دو ورنہ تم سے جو کچھ ہوتا ہے تم کر لو۔ ہم نے تمہارے مقابلے کے لئے ساحرہ جفلہ کو تیار کر رکھا ہے۔ اگر تم نے کسی بھی قسم کا جادو کیا تو وہ عورت بھی تم پر ایسا جادو کرے گی کہ پھر تم کو کوئی بھی نجات نہ دلا سکے گا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قاضی تبرک کی بات سن کر مصلیٰ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور علیم اللہ ابدال اور شیخ بہاؤ الدین کے ہمراہ مسجد سے باہر تشریف لے آئے۔ اس دوران کسی بھی بد بخت نے اپنی جگہ سے مصلیٰ نہ چھوڑا حتیٰ کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد کی سیڑھیوں تک پہنچ گئے۔ ان بد بختوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سیڑھیوں سے نیچے دھکیل دیا۔ شیخ بہاؤ الدین آخری سیڑھی پر موجود صف میں کھڑے ہو گئے اور علیم اللہ ابدال حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پشت کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔

### مسجد کا رکوع کرنا:

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب مسجد سے باہر نکل گئے تو لوگ نمازِ جمعہ کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جب لوگ رکوع میں گئے تو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسجد کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا!

”تو کیوں کمزری ہے تو بھی رکوع کر اور ان سب کو تحت اثریٰ میں لے جا۔ روزِ قیامت تک یہ یونہی چلیں گے اور حشر میں ان سے پوچھا جائے گا کہ تم نے میرے مخدوم کی نافرمانی کی اس لئے اب تم

ہمیشہ دوزخ کا ایندھن بنے رہو گے اور تمہاری نجات ہرگز نہ ہو سکے گی۔“

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ مسجد رکوع میں چلے گئی اور ایسی تباہی ہوئی کہ ایک بھی شخص زندہ باقی نہ بچا۔ سارے شہر میں شدید زلزلہ آ گیا۔ کچھ ہی دیر میں مسجد کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ جو لوگ مسجد سے باہر تھے وہ یہ جلالی کیفیت دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

گلزاری بیگم کو جب اس حادثے کا پتہ چلا تو وہ بھی گھر سے بھاگتی ہوئی مسجد کی جانب آئی۔ جب اُس کو پتہ چلا کہ اُس کا بیٹا شیخ بہاؤ الدین بھی مسجد میں موجود تھا تو اُس نے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا کہ حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا غلام بہاؤ الدین بھی اندر رہ گیا اور زمین کے نیچے چلا گیا ہے۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ وہ سیڑھی کے نیچے ہیں جا کر اُسے نکال لے۔ گلزاری بیگم بولی، حضور! میں ناتواں ہوں وہ سیڑھی مجھ سے کیسے اٹھائی جائے گی؟ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علیم اللہ ابدال سے فرمایا کہ تم ہمارا نام لے کر شیخ بہاؤ الدین کو سیڑھی کے نیچے سے نکال لو۔

علیم اللہ ابدال نے سیڑھی کے پاس آ کر با آواز بلند کہا، اے سیڑھی! بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حکم ہے کہ شیخ بہاؤ الدین کو نجات دے۔ علیم اللہ ابدال کا یہ کہنا تھا کہ سیڑھی ہٹ گئی اور علیم اللہ ابدال نے شیخ بہاؤ الدین کو زمین سے نکال کر اُس کی ماں گلزاری بیگم کے سپرد کر دیا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گلزاری بیگم سے فرمایا!

”ہمیں بارہ پہر تک عبدیت حاصل ہے جو میرے قریب آئے گا وہ

جل جائے گا۔ تو اس کو لے کر بارہ کوس دور بھاگ جا کیونکہ بارہ کوس

تک تجھے کہیں پناہ نہ ملے گی اور بارہ کوس تک سب کچھ جل کر راکھ ہو



جائے گا۔“

گلزاری بیگم، شیخ بہاؤ الدین اور چند معتقدین کو لے کر بارہ کوس کی حد سے نکل گئی۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، علیم اللہ ابدال کو لے کر گلزاری بیگم کے مکان پر تشریف لے آئے۔ اس دوران شہر کلیر کے لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہونے لگے اور رحم کی درخواست کرنے لگے۔ علیم اللہ ابدال نے اُس وقت تمام لوگوں کو ملنے سے روک دیا اور کہا کہ اب توبہ کا وقت نکل چکا ہے اور اس وقت تمہارا کہا قبول نہیں ہو گا۔ جب لوگوں کا طوفان بڑھنے لگا تو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، علیم اللہ ابدال کے ہمراہ گلزاری بیگم کے مکان سے نکل گئے۔

### پیر و مرشد کو واقعہ کی اطلاع دینا:

ایک پہر گزرنے کے بعد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکمل واقعہ تحریر فرمایا اور وہ عریضہ علیم اللہ ابدال کے ہاتھ پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف روانہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علیم اللہ ابدال کو حکم دیا کہ جب تم واپس آؤ تو میرے نام کا ورد کرتے ہوئے آنا اور میرے سامنے کے رُخ کی بجائے میری پشت سے واپس آنا تجھ کو امان حاصل ہوگی اور میں تمہیں جیسا کہوں تم ویسا ہی کرنا۔ علیم اللہ ابدال وہ عریضہ لے کر اجودھن روانہ ہو گئے۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب علیم اللہ ابدال نے وہ عریضہ جا کر دیا تو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ عریضہ پڑھ کر بولے!

”میں کیا کر سکتا ہے وہ ملک اُس کے قبضے میں ہے اور وہ مختار ہے جیسا سمجھے کر سکتا ہے۔“

نیز حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”میرا صابر اولیائی نہیں کرتا بلکہ خدائی کرتا ہے۔“

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اپنے خلفاء کو ہدایت:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عریضہ پڑھنے کے بعد اپنے تمام خلفاء جو کہ اُس وقت مجلس میں موجود تھے حکم دیا کہ وہ علیم اللہ ابدال سے کلیر کی مکمل تباہی کے حالات معلوم کر کے اپنے اپنے مکتوب میں تحریر کریں۔ نیز آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”میرا صابر کامل اولیہ الی آخرہ ہے جو اس کے خلیفہ کے پاس جمع رہے گا اور یہ سات سو برس تک مخفی رہے گا اور بعد اس کا سلسلہ ایک مجدد کی معرفت سے جو کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں سے ہوگا اُس کو اپنے زمانہ اجتہاد میں شائع کر کے عام کرے گا۔“

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء نے علیم اللہ ابدال کی معرفت سے اس تمام واقعہ کو اپنے مکتوب میں قلمبند فرمایا۔ بعد نماز تہجد گیارہ محرم الحرام علیم اللہ ابدال حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اجازت سے واپس کلیر شریف روانہ ہوئے اور حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مجلس پیرومرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کیفیت اور پیرومرشد کے فرمان سے آگاہ کیا۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علیم اللہ ابدال سے فرمایا!

”اے علیم اللہ! اب تم ہم سے عالم امکان میں کوئی کلام نہ کرنا بلکہ

ہماری کیفیت پہچان کر عالم و جوب میں ہم سے عرض کرنا۔“

بارہ محرم الحرام کو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عبدیت خاص کا

وقت ختم ہوا۔ اُس وقت نماز تہجد کا وقت تھا۔ اس دوران مخلوق خدا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو

ہر جگہ تلاش کرتی رہی مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُن کو کسی بھی جگہ نہ ملے۔ بارہ پہر کی یہ

عبدیت خاص ختم ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گلزاری بیگم کے مکان پر واپس تشریف لائے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں پر بعد میں حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پاک تعمیر ہوا۔ اس دوران علیم اللہ ابدال آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پشت پر ہی موجود رہے۔

### چار اشیاء کا پناہ مانگنا:

جس وقت حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زمین کی طرف نگاہ فرمائی تو چار چیزوں نے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پناہ کی درخواست کی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا سے یہ چاروں چیزیں آتش قہر سے محفوظ رہیں۔

ان چار چیزوں میں گولر کا وہ درخت شامل ہے جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پاک کے اوپر سایہ فگن ہے۔ دوسرے نمبر پر وہ فاختہ جو کہ اس گولر کے درخت پر مسکن بنائے ہوئے تھی۔ تیسرا وہ زمین جو کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جائے مقام پر واقع تھی اور چوتھا مزار مبارک حضرت سیدنا امام الدین جو کہ حضور غوث الاعظم دستگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد پاک میں سے تھے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے اور بوقت فتح کلیر شریف جام شہادت حاصل کی اور وہیں پر مدفون ہوئے۔

### قہر خداوندی اور آتش زدگی کلیر:

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گلزاری بیگم کے مکان پر تشریف لا کر گولر کے درخت کے نزدیک جا کر اقامت فرمائی۔ علیم اللہ ابدال نے گولر کے درخت سے سینہ لگا کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب منہ کیا اور کھڑے ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گولر کے درخت سے پشت لگائی اور اپنی انگشت شہادت کو علم کی مانند بلند کیا اور ہاتھ اپنے قلب پر رکھ کر آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی اور استغراق میں گم ہو گئے۔ جب کچھ دیر کے بعد استغراقی کیفیت سے واپس لوٹے تو دونوں ہاتھوں کو اچانک نیچے گرا دیا اور نگاہ آسمان سے آنکھوں کے بند ہونے سے علیحدہ ہو گئی۔ اس حالت میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ درخت گولر سے مغرب کی جانب تشریف لے گئے اور اُس جگہ کھڑے ہو گئے جس جگہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پاک موجود ہے۔ کچھ دیروہاں پر کھڑے رہے اور پھر آنکھیں کھول کر آتشی نظروں سے زمین کو دیکھا۔ زمین کے اندر آگ بھڑک اٹھی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ آگ بارہ کوس تک پھیل گئی۔ اس دوران بارہ کوس کے اندر موجود ہر جاندار شے، مکانات، درخت، پتھر غرضیکہ ہر شے جل کر راکھ ہو گئی اور کسی کو بھی سانس لینے کی مہلت تک نہ ملی۔ سوائے گولر کے درخت، فاختہ، زمین کا وہ ٹکڑا اور حضرت سید امام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کے علاوہ کچھ باقی نہ بچا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قبلہ رخ ہی کھڑے رہے اور اسی حالت میں واپس لوٹے اور گولر کے درخت کے پاس تشریف لائے۔ پھر نگاہیں آسمان کی جانب اٹھائیں اور چار سانس لینے کے بعد اسی حالت میں اپنی جائے اقامت پر تشریف لے گئے۔ نگاہِ قہر دوبارہ زمین پر ڈالی اور زمین نے دیکھتے ہی دیکھتے دوبارہ آگ پکڑ لی اور پھر بارہ کوس تک پھیل گئی اور ہر شے کو دوبارہ جلا کر خاکستر بنا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چھ ہزار مرتبہ اسی طرح کیا اور یہ سلسلہ کم و بیش چار روز تک جاری رہا۔

خلفائے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باطنی حاضری:

اس دوران پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے تمام خلفاء کو حکم دیا کہ وہ باطنی طور پر کلیر شریف حاضر ہوں۔ جب تمام خلفاء بارہ کوس کے فاصلے پر پہنچے تو اُن کے پاؤں جلنا شروع ہو گئے۔ تمام خانہ، نے بحکم پیر و مرشد ”علی احمد صابر“ کا بلند آواز سے ورد کرنا شروع کر دیا اور یا غیاث الغیاث المدد کی آوزیں بلند کرنا شروع کر دیں۔

اس دوران علیم اللہ ابدال وہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ تم نے پاؤں جانب شمال رکھے تھے تم میرے ساتھ چلو اور آنکھیں بند کر کے اُن کے نام کا ورد جاری رکھو۔ اس طرح تمام خلفاء بوقت مغرب گولر کے درخت کے نزدیک جانب پشت حضرت علی احمد صابر

کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہنچے اور اپنی آنکھوں سے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جلالی کیفیت کا مشاہدہ کیا۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے با آواز بلند پکارا!

”یا ہویا من ہویا من لیس لھوالاھو۔“

پھر بولے!

”الالا۔“

اُسی وقت علیم اللہ ابدال نے پس پشت پکارا کہ حضور! پیرو مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام خلفاء بحکم پیرو مرشد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جانب آسمان نظر اٹھائی اور با آواز بلند فرمایا!

”الحمد للہ یا حق لالا۔“

اس کے بعد علیم اللہ ابدال سے فرمایا کہ ان کو واپس بارہ کوس کی حد سے باہر پہنچا آؤ۔ علیم اللہ ابدال نے ان تمام حضرات کو بارہ کوس کی حد سے باہر پہنچا دیا اور واپس حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پشت کی جانب آگئے۔

اس دوران خلفاء حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارہ کوس کے فاصلے پر ہی قیام فرمایا۔ کچھ دیر بعد بے شمار بندے اپنے سروں پر انواع اقسام کے کھانے لے کر حاضر ہوئے اور جمال الدین ابدال نے یہ سارے کھانے ان کی خدمت میں پیش کئے اور سب حضرات سے فرداً فرداً ملاقات کی اور اپنی قوم کی جانب سے پیرو مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تسلیمات عرض گزار کیں۔

اس دوران سب خلفاء نے جمال الدین ابدال اور اس کے ساتھیوں سے کہا کہ وہ ”علی احمد صابر“ کا ورد کرتے رہیں۔ جمال الدین ابدال بولے کہ میں بغیر اجازت کس

طرح ورد کر سکتا ہوں۔ اس دوران علیم اللہ ابدال دوبارہ حاضر ہوئے اور حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پیغام پہنچایا کہ تم سب کو ورد کی اجازت ہے تاکہ تم قہر سے محفوظ رہ سکو اور کوئی بھی بارہ کوس کی حد میں قدم نہ رکھے ورنہ جل کر راکھ ہو جائے گا۔ یہ پیغام دے کر علیم اللہ ابدال دوبارہ واپس چلے گئے۔

سلطان ناصر الدین محمود کا عریضہ بنام بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

جب کلیر شریف کی تباہی کا حال سلطان ناصر الدین محمود کو ہوا تو اُس کا دل دہل گیا۔ اُس نے اپنے امراء سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں تحفے تحائف اور ایک عریضہ ارسال کیا جس کا متن تھا!

”میں نے جب سے کلیر کی تباہی کا حال سنا ہے میری طبیعت سخت بے چین ہے اور میں انتہائی پریشان ہوں۔ مجھے ہر وقت یہی خیال رہتا ہے کہ کہیں میرا حال بھی رئیس کلیر قیام الدین اور قاضی تبرک جیسا نہ ہو۔ اللہ کے لئے میری حمایت کیجئے اور اہلیانِ دہلی پر رحم فرمائیے اور کچھ ایسی تدبیر فرمائیے کہ اہلیانِ دہلی اور میں اس قہر الہی سے محفوظ رہوں۔“

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس عریضہ کے

جواب میں سلطان ناصر الدین محمود کو لکھا!

”مبارک ہیں وہ لوگ جو کہ خطرے سے پہلے ہی قہر الہی سے ڈر جاتے ہیں۔ اگر تیری طرح رئیس قیام الدین اور قاضی تبرک کو بھی خوفِ الہی ہوتا تو آج اُن کی اور کلیر کی یہ حالت نہ ہوتی۔ تم اطمینان رکھو اور اس قسم کا خوف دل میں نہ لاؤ۔ اس بات کا اپنی حکومت میں اعلان کرو اور کہ کوئی شخص بھی بھولے سے کلیر کی جانب نہ جائے جب تک میرا صابر حالت جذب و سکر سے باہر نہیں آجاتا کلیر کبھی

آباد نہیں ہو سکتا۔ اپنی اولاد کو بھی اس بات کی ہدایت کر دو کہ وہ ظاہراً  
اور باطناً اس بات کا خیال رکھیں اور اولیاء اللہ کی نافرمانی سے گریز  
کریں۔ تاکہ میں تمہاری طرف سے مطمئن رہوں۔“

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت ولایت:

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولایت کی نسبت تمام تذکرہ  
نویس اس بات پر متفق ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولایت موسوی ہے اور آپ رحمۃ  
اللہ تعالیٰ علیہ پر شوق اور عشق کا غلبہ ہے۔



## ریاضت و مجاہدات کلیر شریف

سیر الاقطاب میں بیان ہے کہ جب کلیر شریف ویران ہو گیا تو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ریاضت و مجاہدات میں مصروف ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی استغراقی کیفیت مزید بڑھ گئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی استغراقی کیفیت میں گولر کے درخت کی ایک شاخ کو پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور اسی حالت میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بارہ برس گزر گئے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بدن سوکھ کر کاٹا ہو گیا اور ہاتھ اور پیروں کے پٹھے اکڑ گئے۔ ہڈیوں کے جوڑھماکت ہو گئے اور تمام بدن خشک ہو گیا۔ بارہ برس کے عرصہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صرف آنکھیں ہی کھلی رہیں باقی تمام جسم بے کار ہو گیا۔

پچھلے صفحات میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولایت موسوی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو معمولی تجلی برداشت نہ کر پائے تھے اور بے ہوش ہو گئے تھے اور کوہ طور جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ جبکہ کلیر شریف میں اس وقت تجلیات الہی موجزن تھیں اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان تجلیات کے مشاہدہ میں محو تھے اور اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذرا برابر بھی آنکھیں نہ جھپکیں۔ یہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خصوصی انعام و اکرام تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان تجلیات کا مشاہدہ فرما رہے تھے۔

بارہ برس بعد پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مریدین کو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احوال سے آگاہ



کرتے ہوئے فرمایا!

”میرا صابر بارہ برس سے کھڑا ہے تم لوگوں میں سے کون ہے جو اس

کو جا کر بٹھا سکے۔“

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات سن کر تمام

مریدین پر سکتہ کی کیفیت طاری ہو گئی۔ وہ سب حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ کی جلالی کیفیت سے آگاہ تھے۔



## حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جس دوران حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مریدین سے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بابت پوچھ رہے تھے اُس دوران ایک نووارد طالب علم راہِ تصوف حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیعت کی غرض سے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی۔ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک اُس وقت باسٹھ برس تھی۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا تو مسکرا دیئے اور فرمایا کہ تیرا حصہ میرے پاس نہیں بلکہ تجھے نعمت دوسرے مرشد سے حاصل ہوگی۔ پھر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کلیر شریف اپنے خلیفہ اور فرزند روحانی حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں روانہ کیا۔

### نسب نامہ:

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسینی سید تھے اور آل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب حسب ذیل ہے!

۱۔ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

- ۲۔ بن حضرت سید ابوالفتح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۳۔ بن حضرت سید احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۴۔ بن حضرت سید ناصر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۵۔ بن حضرت سید حامد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۶۔ بن حضرت سید محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۷۔ بن حضرت سید عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۸۔ بن حضرت سید احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۹۔ بن حضرت سید مقبول اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۰۔ بن حضرت سید علی الاشغر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۱۔ بن حضرت سید حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۲۔ بن حضرت سید علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۳۔ بن حضرت سید امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۴۔ بن حضرت سید امام محمد باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۵۔ بن حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۶۔ بن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۷۔ بن حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

### کلیر شریف روانگی:

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بفرمان حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کلیر شریف روانگی کی تیاری کرنے لگے۔ کلیر شریف روانگی سے قبل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا!

”علی احمد صابر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے سامنے بالکل نہ جانا بلکہ اُن کی پشت کی جانب سے اُن کی خدمت میں حاضر ہونا اور قرآن مجید کی تلاوت جاری رکھنا۔ بعد ازاں کچھ کھلانے کی کوشش کرنا۔ اللہ تعالیٰ تیرا حامی و ناصر ہو۔“

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس نصیحت کے بعد دعاؤں کے ساتھ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو رخصت کیا اور وہ عازم کلیر ہوئے۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب کلیر شریف پہنچے تو جمال الدین ابدال سے ملاقات ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمال الدین ابدال کو اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ جمال الدین ابدال نے تیم اللہ ابدال سے ملاقات کی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، علیم اللہ ابدال کی معرفت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کلیر شریف میں حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پشت پر پہنچ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پشت پر پہنچے تو بفرمان حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تلاوت کلام پاک شروع کر دی۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں:

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جس وقت حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو اُس وقت حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انتہائی جلالی کیفیت میں تھے اور گولر کی شاخ ایک ہاتھ سے پکڑ رکھی تھی۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوسرے ہاتھ کی منھی بند تھی اور انگشت شہادت علم کی طرح بلند کئے قلب کے برابر کھڑے تھے۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہیں اس دوران آسمان کی جانب تھیں۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بائیس روز تک مسلسل

تلاوت میں مصروف رہے۔ اس دوران حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی کچھ ہوش نہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسلسل تلاوت کے باوجود بھی حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کیفیت میں ذرا برابر فرق نہیں آیا تھا۔ اس دوران علیم اللہ ابدال نے کئی مرتبہ عالم محویت میں حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آنے کی اطلاع دی لیکن حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ توجہ نہ کی۔ چنانچہ علیم اللہ ابدال کلیر شریف سے باہر جا کر مقیم ہو گئے۔

بائیس روز بعد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محویت ختم ہوئی اور وہ عالم ہوش میں واپس تشریف لائے تو انہوں نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تلاوت کرتے سن کر دریافت فرمایا!

”شمس الدین! کیا تم کو پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج

شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھیجا ہے؟“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ حضور! سارے حالات سے آگاہ ہیں۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ پشت کی جانب کلام پاک پڑھنا درست نہیں تم سامنے آ کر کلام پاک کی تلاوت کرو۔ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سامنے آنے کی ہمت نہ ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بائیس ہاتھ پر کھڑے ہو کر تلاوت کلام پاک شروع کر دی۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حافظ قرآن تھے اور ایک خوش الحان قاری بھی تھے۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عالم محویت اور کیفیت جذب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تلاوت سنتے رہے۔ اس دوران حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کلام پاک کی تلاوت کرتے کرتے رک گئے۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت کیا کہ تم رک کیوں گئے تلاوت جاری رکھو۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ حضور! میں کھڑے کھڑے تھک چکا ہوں اور اب مزید کھڑا ہونے کی سکت باقی نہیں رہی۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم بیٹھ کر تلاوت جاری رکھو۔ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض گزار ہوئے کہ حضور! یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہوں اور میں بیٹھ جاؤں۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیٹھنے کا ارادہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیٹھنا نہ گیا۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارہ برس سے مسلسل کھڑے تھے اس لئے ہاتھ پیر مکمل طور پر شل ہو چکے تھے۔ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہ اجازت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سہارا دے کر گولر کے درخت کے ساتھ بٹھا دیا اور تلاوت کلام پاک شروع کر دی۔

کچھ دیر مزید تلاوت کلام پاک جلدی رکھنے کے بعد حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پھر خاموش ہو گئے۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وجہ دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی کہ حضور! میں کئی روز سے فاقہ ہوں اب جسم کمزور ہو گیا ہے اس لئے مزید تلاوت جاری رکھنا مشکل ہے۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم اس گولر کے درخت کی گولیاں توڑ کر انہیں اُبال کر کھا لو۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان سنا تو عرض کی کہ حضور! یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارہ برس سے فاقہ سے ہوں اور میں کچھ کھا لوں۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اچھا پھر جیسے تمہاری مرضی ہو۔ چنانچہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گولر کے درخت سے گولیاں توڑیں اور انہیں اُبال کر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت علی احمد

صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ گولیاں کھالیں۔

### سعادتِ بیعت:

بعد ازاں جب مغرب کا وقت ہوا تو حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مغرب کی نماز کے لئے وضو کروایا۔ پھر حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی امامت میں نمازِ مغرب ادا کی۔ نمازِ مغرب سے فراغت کے بعد حضرت شمس الدین ترک پانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر دستِ شفقت رکھا اور فرمایا!

”اللہ کا شمس آسمان پر ہے اور میرا شمس زمین پر ہے۔ آج سے تو میرا روحانی فرزند ہے۔“

جس وقت حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بیعت کی سعادت حاصل ہوئی اس روز ۲ صفر المظفر ۶۵۹ھ بروز پنجشنبہ تھی۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بیعت کر کے توبہ و ارشاد سے مشرف فرمایا اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں داخل فرمایا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ بعد نمازِ عشاء تم میرے نزدیک نہ آنا اور مجھ سے دور رہنا۔ بوقت تہجد تم میرے نزدیک آسکتے ہو۔

عشاء کی نماز کے بعد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر استغراقی کیفیت طاری ہو گئی اور حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسب ہدایت کچھ دور چلے گئے اور رات بسر کی۔

اب یہ روزانہ کا معمول بن گیا اور حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عشاء کی نماز کے بعد پیر و مرشد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دور چلے

جاتے اور بوقت تہجد دوبارہ خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ بوقت تہجد جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے تو اُن کے کان میں بمطابق حکم تین مرتبہ الصلوٰۃ پکارتے تو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عالم استغراق سے دوبارہ عالم ہوش میں آ جاتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیرومرشد کو وضو کرواتے اور تہجد کی نماز اور فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گولری کی ٹہنی پکڑ کر دوبارہ کھڑے ہو جاتے اور استغراقی کیفیت میں گم ہو جاتے۔

اس تمام عرصے کے دوران حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کلیر شریف کے گرد و نواح میں واقع جنگل میں چلے جاتے اور گھانس پھونس کو اکٹھا کرنا شروع کر دیتے۔ کچھ عرصہ ہی میں انہوں نے ایک جھونپڑی پیرومرشد اور دوسری قدرے فاصلے پر اپنے لئے تیار کر لی۔ پھر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا قیام اُس جھونپڑی میں کر لیا۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دن میں روزہ رکھتے اور بوقت مغرب حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گولریاں اُبال کر لے آتے جس سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روزہ افطار کرتے تھے۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر اوقات بوقت افطار استغراقی کیفیت میں گم ہوتے۔ اس دوران جب حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گولریاں لے کر آتے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے!

”اللہ کھانے پینے سے بے نیاز ہے۔“

پھر جب ہوش میں آتے تو خود ہی فرماتے!

”لاؤ لاؤ اللہ اللہ ہے اور بندہ بندہ ہے۔“

اس دوران حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کوئی بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں نہ رہا۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو فرماتے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُس حکم کی تعمیل کرتے۔



کئی مرتبہ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منہ سے نکل جاتا کہ شمس الدین! تو اندھا ہو گیا تو حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اندھے ہو جاتے اور کبھی فرماتے کہ شمس الدین! تو لنگڑا ہو گیا تو حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لنگڑے ہو جاتے۔ پھر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود ہی فرماتے!

”باری تعالیٰ! میرے شمس کو اچھا کر دے یہ ایک ہی تو میرے لئے ہے۔“

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا قبول ہوتی اور حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ٹھیک ہو جاتے۔ یہ صورتحال شب و روز کئی مرتبہ پیش آتی تھی۔

### سلوک کی تعلیم:

حقیقت گلزارِ صابری میں مذکور ہے کہ جس روز حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا مرید بنایا تو ان کو عمامہ عطا کیا۔ تیسرے روز حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلا کر فرمایا!

”شمس الدین! تم میرے مرشد پاک حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جاؤ اور ان کے پاس رہ کر ظاہری تعلیم سے فیضیاب ہو۔ تم ان کی خدمت بخوبی انجام دینا اور ان سے تمام تبرکات، اسنادِ خلافت اور دیگر مکتوبات بھی حاصل کرنا۔ جس وقت میرے پیر و مرشد کا وصال ہو جائے تو تم میرے پاس واپس آ جانا۔ اس دوران تم نے اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ میرے پیر و مرشد کو کسی بھی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہو۔ علیم اللہ ابدال روز تمہارے پاس آئے گا اور تم کو یہاں کے حالات سے باخبر رکھے گا۔“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ فرمانے کے بعد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوبارہ استغراقی کیفیت میں گم ہو گئے۔

اجودھن روانگی:

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بحکم پیر و مرشد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اجودھن روانہ ہو گئے۔

اس دوران ایک منزل پر پہنچ کر قیام کیا تو علیم اللہ ابدال نے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پیغام پہنچایا کہ اسم اعظم چشتیہ کی تلاوت کرتے ہوئے جاؤ تم تین روز میں اجودھن پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچ جاؤ گے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسم اعظم چشتیہ کی تلاوت شروع کی اور ٹھیک تین دن بعد بوقت نماز مغرب اجودھن حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھ کر دریافت کیا کہ میں نے تمہیں اپنے فرزند کی جانب روانہ کیا تھا تم واپس میرے پاس کیوں آ گئے؟

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام احوال سے آگاہ کرنے کے بعد عرض کی کہ میں بحکم پیر و مرشد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم اب ہماری خدمت میں رہو اور دن کے وقت جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لایا کرو اور ان کو فروخت کر کے لنگر خانے کے لئے خورد و نوش کا بندوبست کیا کرو۔ ہمارے یہاں موجود لوگ دن کو ریاضت کرتے ہیں اور رات کو عبادت کرتے ہیں۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چار سال تک حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت کی۔ اس دوران علیم اللہ ابدال نے

روزانہ کلیر شریف سے آتے اور پیرو مرشد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیغامات اور احوال سے آگاہ فرماتے۔ یوں حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تربیت ہوتی رہی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرتبہ روح سے کیفیت باطن کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کلیر سے واپسی کے بعد پھر استغراقی کیفیت میں گم ہو گئے اور ان کا زیادہ وقت اس کیفیت میں ہی گزارتا رہا۔



## وصالِ پاک

### حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پانچ محرم الحرام ۶۶۴ھ کو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو طلب فرمایا اور اپنے مکتوبِ جو ”سر العبودیت“ کے نام سے مشہور ہوئے دیگر تبرکات و ملبوسات خرقہ خاص جو کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے مرشد پاک سے عنایت ہوا تھا اور اسنادِ خلافت عطا کیں۔ اس کے علاوہ وہ مکتوبات بھی جو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کلیر شریف پہنچ کر لکھے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان مکتوبات کے جواب ارسال کئے وہ سب عنایت فرمائے۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مکتوب بنام حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی دیا جس میں حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام پیغامِ کچھ روحانی اشارات میں موجود تھا۔

اس کے بعد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام حاضرین مجلس سے فرمایا کہ اب میرے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے اور میری حقیقی منزل نزدیک ہے۔ یہ فرمانے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر میں درد ہوئی۔ مغرب کا وقت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نمازِ مغرب ادا کی۔ اسی کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر استغراقی کیفیت طاری ہو گئی۔

جب قدرے ہوش آیا تو دریافت کیا کہ میں نے نمازِ مغرب ادا کر لی ہے یا نہیں؟ پھر لوگوں کے جواب سے پہلے ہی نمازِ مغرب کے لئے کھڑے ہو گئے۔ نمازِ مغرب سے

فارغ ہوئے تو پھر استغراقی کیفیت طاری ہوگئی۔ دوبارہ ہوش آیا تو پھر دریافت کیا اور پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو پھر استغراقی کیفیت طاری ہوگئی اور اسی حالت میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کلیر شریف روانگی:

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارہ محرم الحرام ۶۶۴ھ کو کلیر شریف روانہ ہوئے اور تلاوت اسم اعظم چشتیہ کی بدولت تین روز میں کلیر شریف پہنچ گئے۔ کلیر شریف پہنچنے پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ؛ علیم اللہ ابدال کے ہمراہ مرشد پاک حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استغراقی کیفیت میں گم تھے اور اس کیفیت میں تین دن گزر گئے اور حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ کیفیت ختم نہ ہوئی۔



## سلطان المشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کلیر شریف میں

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد سے قبل ہی استغراقی کیفیت میں گم تھے اور حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تین دن سے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر تھے۔ ۱۵ محرم الحرام ۶۶۴ھ کو سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کلیر شریف تشریف لائے اور حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علیم اللہ ابدال سے ملاقات کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علیم اللہ ابدال کو حکم دیا کہ حد کلیر سے باہر شیخ نصیر الدین محمود چراغ شاہ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ عثمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بمع فضل ابدال کے کچھ سامان لئے کھڑے ہیں تم ان کو اپنے ہمراہ لے آؤ۔

علیم اللہ ابدال نے حکم کی تعمیل کی اور تینوں حضرات کو گولر کے درخت کے پاس پہنچا دیا۔ بوقت نمازِ ظہر کیفیت جذب و سکر میں علیم اللہ ابدال نے سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر حضرات کی آمد کی اطلاع کی تو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیفیت ہوش میں آگئے اور حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب دیکھ کر پوچھا!

”بھائی نظام الدین! مزاج تو اچھا ہے؟“

سلطان المشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعائیں شامل حال ہیں۔

پھر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیگر بزرگان کا حال

دریافت کیا اور حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھتے ہوئے فرمایا!  
 ”شمس الدین! تم آگے؟“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی کہ حضور! غلام  
 حاضر ہو گیا ہے۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ولایت عطا فرمانا:

پھر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شمس الدین ترک

پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!

”شمس الدین! میرے سامنے آؤ۔“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مودب سامنے آن کھڑے

ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”جو تبرکات تمہیں پیرو مرشد نے عطا فرمائے ہیں ان میں سے سبز

عمامہ باہر نکالو۔“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ عمامہ شریف باہر

نکال کر مرشد پاک کو پیش کر دیا۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر استغراقی

کیفیت طاری ہو گئی۔ کچھ دیر بعد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا ہاتھ

آگے بڑھایا تو سلطان المشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ سے وہ عمامہ پکڑ لیا اور حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ کا ہاتھ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ میں دے دیا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مخصوص الفاظ بیعت و امامت

ارشاد فرمائے جس سے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کیفیت باطن

کمال کو پہنچی۔ بعد ازاں سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ

عمامہ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تھما دیا۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ عمامہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر پر رکھ دیا۔ اس دوران حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر استغزاتی کیفیت طاری رہی۔ جب حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی استغزاتی کیفیت ختم ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہاتھ سے گولر کی جس شاخ کو تھام رکھا تھا وہ چھوٹ گئی اور اُس میں سے کاغذ کا ایک ٹکڑا برآمد ہوا جس پر حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سند خلافت تحریر تھی۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ سند خلافت عنایت فرمائی اور حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس سند کو بوسہ دیا اور اپنے آنکھوں سے لگا لیا۔ اس دوران اُن کی آنکھوں سے آنسو متواتر جاری تھے۔

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایماء پر سند خلافت پر اپنی شہادت کی تصدیق کی اور تمام حاضرین نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مبارک باد دی۔ اس دوران فاتحہ خوانی ہوئی اور وہ نیاز جو سلطان المشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لے کر آئے تھے تمام حاضرین میں تقسیم کی گئی۔

بعد ازاں سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجازت لی اور دہلی واپس جانے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بوقت رخصت فرمایا!

”بھائی نظام الدین! پیرو مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو محبوب الہی بنایا ہے اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محبوب الہی ہیں۔“





## بیانِ صابری

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رخصتی کے بعد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر پھر استغراقی کیفیت طاری ہو گئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب عالم ہوش میں آئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو طلب کر کے فرمایا کہ جو مکتوبات اور تبرکات پیرو مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمہیں دیئے تھے ان کو سنبھال کر رکھو۔ میرے کچھ مکتوبات اور چیزیں علیم اللہ ابدال کے پاس محفوظ ہیں وہ اُس سے لے کر اپنی تحویل میں لے لو اور ان تمام چیزوں کو احتیاط سے اپنے پاس رکھنا۔

اس کے بعد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ باطنی اور ادو وظائف تلقین کئے اور اس کے ساتھ نصیحتیں بھی فرمائیں۔ نیز فرمایا کہ شمس الدین! تم ایک کتاب تحریر کرنا شروع کرو جس میں جو کچھ میری زبان سے نکلے اُس کو درج کرتے جاؤ اور اس کتاب کا نام ”بیانِ صابری“ رکھنا اور جو حالات تم سے متعلق ہوں ان کو علیحدہ تحریر کرو۔

چنانچہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بموجب حکم پیرو مرشد تعمیل شروع کر دی۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم دیا کہ وہ علیم اللہ ابدال سے کہیں کہ جمال الدین ابدال کو احاطہ کلیر شریف پر نظر رکھنے کا کہیں اور اس میں کوئی انسان داخل نہ ہونے پائے صرف چرند اور پرند کو اجازت ہے۔ نیز علیم اللہ ابدال سے کہو کہ امانت شاہ! بادشاہ جنات کو ہماری طرف سے جا کر حکم دے کہ اپنی فوج کو اپنے وزیر اعظم کی سرکردگی میں دہلی کے نواح

میں تعینات کریں اور وزیر اعظم روزانہ سلطان المشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی رضا جوئی کا متلاشی رہے اور ان کے فرمان کے مطابق عمل کرے۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ تم جمال الدین ابدال کے ذمے یہ کام لگا دو کہ وہ روزانہ مٹی کے گھرے اور لوٹالے کر دریائے گنگا سے پانی لا کر یہاں پہنچایا کرے اور تم اس پانی سے غسل کرو اور وضو کرنے کے بعد ان برتنوں کو توڑ دو۔ جب تک تمہاری تربیت مکمل نہیں ہو جاتی تم اس عمل کو جاری رکھو گے۔ نیز علیم اللہ ابدال کو ہدایت کرو کہ جس وقت مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت پیش آئے وہ کاغذ، قلم اور روشنائی کو مہیا کرے۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرمایا کہ جمال الدین ابدال کو اطلاع کرو کہ اشرف جمال ابدال اور حسام کمال ابدال ملک طوس سے عبدالرشید سردار اکبر روح جذبیہ کے فرستادہ خرقہ ارمنی سنگ ایک عدد غیر مقطوعہ بطور کفنی، کیلر کی چھال اور گیر و میں رنگا ہوا ایک عدد کلاہ ہر دسویں دن یہاں لائے کریں۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ پوشاک حسب ارشاد آیا کرتی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے استعمال فرماتے۔ بعد ازاں مجھے عنایت کر دیتے اور میں ان کو حضرت سید امام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پاک میں محفوظ کر لیتا تھا۔



## باطنی تربیت

### حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کچھ عرصہ کے بعد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو طلب فرمایا اور جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زمین پر نگاہ ڈالی۔ زمین کا یہ قطعہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قبر و جلال سے محفوظ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہ پڑی تو ایک نور ظاہر ہوا جو کہ آسمان تک بلند ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!

”شمس الدین! تم عالم ناسوت کی طرح ایک قبر تیار کرو اور اس قبر میں

چھ سال کے لئے مقید ہو جاؤ۔“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی کہ حضور! قبر تیار کرنے کے لئے کوئی شے موجود نہیں تو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے گولہ کے درخت کے سایہ میں اپنی انگلی مبارک سے ایک نشان لگایا تو زمین شق ہو گئی اور ایک غار ظاہر ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم دیا کہ وہ اس غار میں داخل ہو جائیں۔ چنانچہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس غار میں داخل ہو گئے۔ علیم اللہ ابدال نے ایک نان اس غار میں پہنچا دیا اور کہا کہ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کھانے کی خواہش ہو اس میں سے تھوڑا تھوڑا کر کے

تناول فرما لیجئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بھوک ختم ہو جائے گی۔ اس کے بعد علیم اللہ ابدال نے اُس غار کا منہ ایک پتھر سے بند کر دیا اور حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُس غار میں مصروفِ عبادت ہو گئے۔

چھ برس کا عرصہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس غار میں گزارا اور سخت ترین ریاضت و مجاہدے کئے۔ چھ برس بعد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علیم اللہ ابدال کو بلایا اور حکم دیا کہ ہمارے شمس کو اس غار سے باہر نکالو۔ علیم اللہ ابدال اُس غار پر پہنچے اور پتھر ہٹا کر حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام لے کر آواز دی۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سمجھے کہ شاید صدا اُتر ہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب میں نعرہ بلند کیا۔ جب دوسری مرتبہ صدا آئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سجدہ میں گر گئے۔ تیسری مرتبہ جب علیم اللہ ابدال نے پکارا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سمجھے کہ اب کن کا حکم ہے۔ جب چوتھی مرتبہ آواز دی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سمجھے کہ عالم وجود ہے۔ پانچویں مرتبہ جب علیم اللہ ابدال نے صدا لگائی تو سمجھے کہ عالم ارواح ہے۔ چھٹی مرتبہ جب علیم اللہ ابدال نے پکارا تو سمجھے کہ عالم وجود میں موجود ہیں۔ ساتویں مرتبہ جب علیم اللہ ابدال نے آواز دی تو تب جا کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو محسوس ہوا کہ شاید کوئی پکار رہا ہے۔ جب آٹھویں مرتبہ علیم اللہ ابدال نے نام لے کر صدا لگائی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پتہ چلا کہ کوئی شمس الدین نامی شخص کو بلارہا ہے۔ جب نویں مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آواز سنائی دی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنکھیں کھول کر دریافت کیا کہ کون ہے اور کس شمس الدین کو پکارتا ہے؟ علیم اللہ ابدال یہ جواب سن کر حیران رہ گئے اور حضرت علی احمد صابر کلیری، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا گوش گزار کر دیا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم دوبارہ جاؤ اور جا کر

کہو کہ میں صابر کے شمس الدین کو پکارتا ہوں۔

علیم اللہ ابدال نے بحکم حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوبارہ غار کے منہ پر جا کر پکارا تو اندر سے پھر آواز آئی کہ کون اور کس شمس الدین کو پکارتا ہے؟ علیم اللہ ابدال نے عرض کی کہ میں صابر کے شمس کو پکارتا ہوں۔

چنانچہ اس کے بعد حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُس غار سے باہر تشریف لے آئے اور پیر و مرشد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چھ برس کے عرصہ میں حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صرف نصف نان تناول فرمایا تھا جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غار سے باہر آنے کے بعد علیم اللہ ابدال کے سپرد کر دیا۔

جس وقت حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیر و مرشد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے پیر و مرشد کو اُس گولر کے درخت کے نیچے ہی موجود پایا جہاں پر وہ گولر کے درخت کی شاخ تھامے کھڑے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیر و مرشد کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی اور آداب بجلائے۔



## احکامات و وصیت

### حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شمس الدین ترک پانی  
پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھ کر فرمایا!

”شمس الدین! بیٹھ جاؤ اور میری باتوں کو غور سے سنو اور ان پر عمل پیرا  
رہنا۔“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ با آدب ہو کر بیٹھ گئے۔  
حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”تم شہر آسیر چلے جاؤ۔ وہاں پر علاؤ الدین غوری قلعہ آسیر فتح  
کرنے کے لئے موجود ہے اور اُس سے قلعہ فتح نہیں ہو رہا۔ وہ قلعہ  
تمہاری انگلی اٹھانے سے فتح ہوگا اور قلعہ کا برج زمین بوس ہو جائے  
گا۔ یہ یاد رکھنا کہ جس دن قلعہ فتح ہوگا وہ دن ہمارا اس دارِ فانی سے  
کوچ کرنے کا دن ہوگا۔“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ سن کر پریشان ہو گئے اور  
عرض گزار ہوئے! حضور! اس غلام کو کس طرح علم ہوگا؟ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”اُس روز چہار شنبہ ہوگا اور پنجشنبہ کی رات کو تند و تیز ہوائیں چلیں گی

جس سے تمام لشکر کے چراغ گل ہو جائیں گے اور آگ کہیں نہیں رہے گی فقط تمہارے۔ تمہارا چراغ روشن رہے گا اور ایسے وقت میں بادشاہ تمہارے پاس آئے گا۔ یہ علامت وہ علامت ہے جب میرا وصال ہو جائے گا۔ بروز پنجشنبہ قلعہ فتح ہو جائے گا۔ علیم اللہ ابدال کو تیری خدمت کے لئے مقرر کر دیا جائے گا۔ علیم اللہ ابدال میرے جد امجد حضور سیدنا غوث الاعظم دستگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے سے ہمارے پاس چلا آ رہا ہے اور وہ تیرے پاس رہے گا اور تمام عالم کی خبر رسائی تجھ تک کرے گا۔ تجھ سے ایک قلندر ہوگا اور اس قلندر سے ایک مخدوم ہوگا۔ علیم اللہ ابدال کی وفات مخدوم ہفتم کے زمانہ میں ہو گی اور اُس کی وفات کے بعد کوئی ابدال کسی کی خدمت میں نہ ہوگا سوائے مجدد زمانہ کے۔“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی کہ حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم مبارک کو غسل کون دے گا؟ اس پر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”شمس الدین! تم مجھے غسل دو گے؟“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا کہ حضور! غسل کے لئے پانی کہاں ہے۔ آئے گا؟ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”آب کوثر میرے جسم کے قریب آ جائے گا تم اُس سے غسل کر دینا۔“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت کیا کہ حضور! کیا میں جسم اطہر کو ہاتھ لگا سکتا ہوں اور پانی جسم اطہر پر کس طرح ڈالوں؟ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”تم میرے جسم کو ہاتھ ہرگز مت لگانا۔ تم جس چیز کا خیال رو گے وہ چیز ویسے ہی ہو جائے گی۔“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی کہ حضور کفن کیسا ہو اور خوشبو کون سی لگاؤں؟ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”شمس الدین! کفن تمہیں جس قسم کا بھی میسر آجائے اُسے لے لینا۔

عمامہ میرے پیر و مرشد کا سر پر باندھنا اور خرقہ جو میرے پیر و مرشد نے مجھے بوقت خلافت عنایت فرمایا تھا میرے سر پر رکھ دینا۔ وہ خرقہ مجھے رجال الغیب پہنائیں گے اور کسی قسم کی خوشبو کی حاجت نہیں ہے۔ ملائکہ آسمان سے خوشبو کا فور اور الاپچی کی جنت سے لے کر آئیں گے جس سے تمام عالم ناسوت اور عالم ملکوت مہک اٹھے گا۔“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی کہ حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جسم مبارک کو ہاتھ لگانے سے منع فرمایا ہے لہذا میں کفن کیونکر پہنا سکوں گا اور جو خرقہ حضور کے جسم اطہر پر ہوگا اُس کو کیونکر اتار پاؤں گا؟ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”شمس الدین! تم کفن تیار کرنے کا بعد قلب میں کفن پہنانے کا ارادہ کرنا۔ تمہارے تصور سے کفن خود بخود پہنایا جائے گا اور خرقہ علیحدہ ہو جائے گا۔ اس دوران تم اپنی آنکھیں بند رکھنا۔“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت کیا کہ حضور! نماز جنازہ کون پڑھائے گا؟ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”یہ امر وقت پر ہوگا اور نماز جنازہ از روئے باطن سے ہوگی اور تجھے اس کا علم وقت پر ہو جائے گا۔“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ حضور! آپ



رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی جائے مدفن کدھر ہوگی اور قبر کون کھودے گا؟ قبر کی تعمیر پختہ ہوگی یا خام ہوگی اور قبر میں کون اتارے گا؟ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”میرا مدفن میرے جسم کے برابر ہوگا۔ میری قبر رجال الغیب کھودیں گے اور قبر میں مجھے مجدد زمانہ اتارے گا اور وہی میری قبر تعمیر کرے گا۔ جو مٹی میرے جسم کے نیچے ہوگی اور وہ خرقہ بطور تبرک کے مجدد اپنے پاس رکھے گا اور جو کوئی اس سے مرفوع الاجازت ہوگا اس کو دے گا اور یہ سلسلہ روز قیامت تک جاری رہے گا۔“

اس کے بعد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!

”تم شاہ ہفت اقلیم ہو۔ تمہارے بغیر کوئی ولی نہ ہوگا۔ تمہارا خط جس کی پیشانی پر ہو جائے گا پھر اس پر میری مہر اور حضور سیدنا غوث الاعظم دستگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قدم گردن پر عالم مثال اور عالم معاملہ میں ہوگا۔“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ حضور! یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دفن کروں اور اس دنیا میں جسم کے ساتھ زندہ رہ سکوں۔ مجھ سے صبر نہیں ہوگا کہ میں اس دفن میں شریک نہ ہو سکوں اور حضرت! وہ کون سا مجدد ہوگا اور کیا وہ زمانہ میرا ہوگا اور میرا موجود نہ ہونا کس سبب سے نہ ہوگا؟ یہ کہہ کر حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا دست شفقت سر پر رکھ فرمایا!

”شمس الدین! ولایت حمان صفات اس مجدد کا زمانہ ۹۰۷ھ ہے اور وہ مجدد طریقہ صابریہ حنفیہ ہوگا یعنی مجدد کل سلاسل کا اور وہ اولاد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوگا۔ شمس الدین! اگر ہم چاہیں تو تجھ

کو بھی حضرت ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مانند زندہ رکھ سکتے ہیں اور تو آئندہ بھی زندہ رہے گا۔ ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے اخبار نویس ہیں اور سب کا اور شاہِ ولایت کا مرتبہ بڑھ کر رہے گا اور مجدد کم رہے گا۔ اگر تجھ کو مجدد ہونا منظور ہے تو بتاؤ؟“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ حضور! مجھ کو صبر آ گیا مگر گزارش ہے کہ جسم مبارک اس جگہ تنہا بغیر قبر کے کیونکر قائم رہے گا؟ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”شمس الدین! یہ فقیر نصاب جرز مرتضوی قیومی رومی کا ہے جس کے باعث جسم زمین پر دفینہ درمیانِ دو سنگ سرخ کے قائم رہے گا اور وہ دو سنگ سرخ سہرہانے مزارِ میاں امام الدین صاحب کے قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رکھوا دیئے تھے اور شمس الدین! تو بھی جا کر ان سنگ سرخ کو دیکھ لے اور سن ان کو ہاتھ مت لگانا کیونکہ ان کی نگرانی کے لئے جن تعینات ہیں اور سوائے علیم اللہ ابدال کے کسی کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں ہے۔ بعد از وصال یہ دونوں سنگ سرخ علیم اللہ ابدال میرے جسم کے اوپر مثل قبر کے رکھ دے گا یعنی ایک سنگ دست راست اور دوسرا سنگ دست چپ کہ کھڑا کر دے گا اور ہر طرف مٹی لگا دے گا۔ میرے بائیں جانب سوراخ کھلا رہے گا۔ اس میں سے خوشبو چھڑکی جائے گی اور میرے سلسلہ کا مجدد جو کہ اولادِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوگا آ کر میری نماز جنازہ دو مرتبہ پڑھے گا جو کہ ظاہر و باطن سے ہوگی اور میرے جسم کو دوبارہ دفنائے گا اور میرے

جسم کے ساتھ ہی میرے شیخ کی سنت ادا ہو جائے گی اور اس مجدد کی اولاد میرے ظاہر و باطن کی وارث ہوگی اور اہل باطن سے میرا سلسلہ جاری ہوگا اور ظاہر والوں سے کچھ بھی نہ ہوگا۔“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت کیا کہ حضور! اس دوران کلیر شریف کا کیا حال ہوگا اور کیا کوئی شخص حضور کے جسم اطہر کے پاس آسکے گا یا کہ نہیں؟ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”جب تو نماز جنازہ پڑھ کر جائے گا تو کوئی بھی اس فقیر کے نزدیک نہیں آئے گا لیکن مخدوم ہفتم درجے کا تیرے قلندر سے ہوگا وہ میرے پاس آئے گا تو شہ مجدد سے مجھ سے لے جائے گا اور ایک سبز شاخ میرے بالائے ناگ بجکم میرے رکھ جائے گا۔ وہ شاخ مجدد کو دے دی جائے گی اور وہ تاقیامت سرسبز رہے گی۔ وہ مجدد اس شاخ کو دفن کرے گا اور پر شبت ہفتم کے اور ہمارے مکتوبِ نطاب کو جو تجھ سے قلندر ہوگا اس کو دنیا وہ مخدوم ہفتم کا درجہ دے گا اور وہ تا مجدد چلا جائے گا اور ہمارا حال مجدد سے ملے گا اور ہر زمانہ میں مجدد میرے خاندان میں سے ہوگا۔ تمام حال جناب سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس مجدد تک دریافت کرتے ہیں اور شمس الدین! مجدد کی تعریف یہ ہے کہ مجدد کو حال ماضی اور مستقبل کا باطن سے سند بسند معلوم ہوتا ہے اور اس کے پاس اسنادِ صحیح ہر طرح کی موجود ہوتی ہیں اور جو کوئی اس مجدد کے زمانے میں اس مجدد سے تعلیم دریافت نہیں کرے گا وہ میرے خاندان میں داخل نہ ہوگا بلکہ کسی بھی خاندان میں سے نہ ہوگا۔“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیر و مرشد سے فنا اور

بقاء کی حقیقت دریافت کی تو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!  
 ”شمس الدین! وقت آنے پر یہ حقیقت بھی تم پر واضح ہو جائے گی۔“

اس وصیت کے بعد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت  
 شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیگر تلقین اور کیفیت ظاہر و باطن ارشاد فرمائیں  
 اور مزید نصیحت کرتے ہوئے فرمایا!

”شمس الدین! تم اپنا نام مع درود اس ترتیب سے پڑھا کر تیرے  
 ارادہ کے افعال کا ظہور ہو جائے گا اور تیرے خاندان میں اس ختم کی  
 برکت سے حاجت روائی خاص و عام ہوا کرے گی۔“

اس کے بعد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسب معمول گولر کے  
 درخت کے نیچے تشریف لے گئے اور پہلے کی طرح گولر کی شاخ ہاتھ میں پکڑ کر کھڑے ہو  
 گئے۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر استغراقی کیفیت طاری ہو گئی۔



## حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روانگی آسیر

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرصہ دراز سے پیرو مرشد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیرہ صفر المظفر ۶۸۹ھ کو بعد نماز فجر کلیر شریف سے آسیر کی جانب روانہ ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تمام تبرکات، ملفوظات اور مکتوبات و اسنادِ خلافت بحکم پیرو مرشد ساتھ لے گئے۔ پیرو مرشد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استغراقی کیفیت میں مشغول تھے۔ علیم اللہ ابدال پس پشت با آدب کھڑے تھے۔ جب حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حد بارہ کوس سے باہر آئے تو جمال الدین ابدال قدم بوس ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہماری سفارش معرفت کیفیت باطن کے حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیش کر دیں۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے باطن سے تمہارے بارے میں خبر ہوئی ہے کہ تو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت پر کامیاب ہوگا اور زمانہ مجدد تک تو یہاں ہی رہے گا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمال الدین ابدال کو داخل بیعت سلسلہ فرمایا۔

بعد ازاں حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شہر آسیر روانہ ہوئے اور فیضانِ وردِ اسمِ اعظمِ چھ روز میں آسیر شہر میں داخل ہوئے اور بعد نمازِ عصر لشکرِ علاؤ

الدین غوری میں شامل ہوئے۔ لشکر میں داخل ہونے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک سپاہی شیخ سلیمان بن عبدالصمد بن اسماعیل بن قادر بخش بن داؤد خراسانی کے پاس قیام کیا اور اُسے بیعت و توبہ کی سعادت سے سرفراز فرمایا اور اُسے تاکید کی میرے حال سے کسی کو بھی آگاہ نہ کرے۔

اس کے بعد حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک چادر رنگ صابری یعنی چھال بول اور گل زرنی میں رنگ کر بمنزلہ بے چوبہ کھڑی کر دی تاکہ تمام انسانوں کی نظروں سے محفوظ رہ سکیں۔ رات کے وقت اقطاب و غیاث اقباء و نقباء ابدال و رجال الغیب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اس طرح یہ سلسلہ ایک سال تک جاری رہا۔



## وقوع امر ربی

۱۳ ربیع الاول ۱۴۹۰ھ بروز شنبہ نصف شب حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاضرین محفل سے فرمایا کہ آج تم تشریف لے جاؤ میری طبیعت کچھ ناساز ہے۔

حاضرین محفل اجازت لے کر رخصت ہو گئے۔ جب قدرے تنہائی ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ سلیمان سے فرمایا کہ چراغ میرے پاس کر دو تا کہ میں تلاوت کلام پاک کر سکوں۔ شیخ سلیمان نے چراغ نزدیک کر دیا اور اس کی روشنی تیز کر دی۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن مجید کی تلاوت شروع کی لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سوائے صورت مرشد پاک حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کچھ دکھائی نہ دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کیفیت میں بھی تلاوت کلام پاک جاری رکھی۔ اچانک تیز و تند ہوا چلنا شروع ہو گئی اور بڑھتے بڑھتے اتنی تیز ہو گئی کہ تمام لشکر کے چراغ گل ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طوفان کی شدت میں بھی قرآن پاک کی تلاوت جاری رکھی۔

رات کے آخری پہر جب علاؤ الدین غوری کو پتہ چلا کہ طوفان کی شدت کی وجہ سے تمام لشکر کے چراغ گل ہو چکے ہیں لیکن ایک خیمے میں چراغ کی روشنی موجود ہے۔ سلطان علاؤ الدین غوری سمجھ گیا کہ اس خیمے میں ضرور کوئی بزرگ موجود ہیں جس کی وجہ سے چراغ کی روشنی گل نہیں ہوئی۔ وہ اپنے مصاحب کے ہمراہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت تلاوت کلام پاک میں مصروف

تھے۔ سلطان علاؤ الدین غوری نے عرض کی!

”حضور شاہِ ولایت ہفتم اقلیم کے ہیں۔ مجھ لاچار کی مدد فرمائیں تاکہ میری فوج کفار پر فتح حاصل کر سکے۔“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا کہ تو مجھے کس دلیل سے شاہِ ولایت کہتا ہے؟ سلطان علاؤ الدین غوری نے عرض کی کہ حضور تمام لشکر کے چراغ اس طوفان میں گل ہو گئے اور آگ سرد ہو گئی لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خیمے کا چراغ روشن ہے۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ یہ اُس شخص کی دلیل ہوگی جس کی انگلی کی برکت سے مجھے فتح حاصل ہوگی۔

سلطان علاؤ الدین غوری کی بات سن کر حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سمجھ گئے کہ مرشد پاک نے جس امر ربی کا بتایا تھا وہ وقوع پذیر ہونے والی ہے اور مرشد پاک اس جہان فانی سے کوچ فرمانے والے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلطان علاؤ الدین غوری سے فرمایا کہ اس بارے میں صبح کو بات کریں گے۔

صبح ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خیمہ کے آگے دست بستہ کھڑے ہوئے اور انگشت شہادت قلعہ کے جانب کر کے اشارہ فرمایا۔ قلعہ کے برج اسی وقت زمین بوس ہو گئے اور سلطان علاؤ الدین غوری کا لشکر قلعہ میں داخل ہو گیا اور ہر جانب فتح کے شادیاں بجنے لگے۔ قلعہ آسیر فتح ہو چکا تھا۔





## کلیر شریف واپسی

علاؤ الدین غوری کا لشکر قلعہ آسیر میں داخل ہوا اور لوٹ مار شروع کر دی۔ اس دوران حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پیر و مرشد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یاد آئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے۔ بحکم پیر و مرشد ان کا وصال ہو چکا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا کلام پاک مبلغ گیارہ روپیہ کے عوض ہدیہ کیا اور اس میں سے کفن اور دیگر سامان خریدا اور کسی کو اطلاع کئے بغیر جانب کلیر روانہ ہو گئے۔ دوران سفر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ورد اسم اعظم چشتیہ کرتے رہے جس کی بدولت سفر کچھ ہی دیر میں طے ہو گیا۔ جب کلیر شریف پہنچے تو راستے میں علیم اللہ ابدال سے ملاقات ہوئی جو کہ نہایت پریشان سامنے سے چلے آ رہے تھے۔

### وصال مرشد پاک:

علیم اللہ ابدال نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پیر و مرشد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کی خبر دی۔ نیز فرمایا کہ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم اب میرے روحانی فرزند شمس الدین ترک (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت کے لئے مقرر ہو اور اب تم ان کی خدمت میں رہنا۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت کیا کہ میرے کلیر شریف سے رخصتی کے بعد کوئی بعد ظہور پذیر تو نہیں ہوئی؟ علیم اللہ ابدال نے نفی میں سر

ہلا دیا۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ٹھوکر لگی جس کی شدت سے آنکھیں بند ہو گئیں۔ جب آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو کلیر شریف میں موجود پایا۔ اس دوران علیم اللہ ابدال کا کچھ پتہ نہ چلا۔ ابھی اسی سوچ میں تھے کہ جمال الدین ابدال تشریف لائے اور آداب بجالائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً ہی گولر کے درخت کے نزدیک تشریف لے گئے۔ وہاں پر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جسم اطہر موجود تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فاتحہ خوانی کے لئے کھانا تیار کیا اور کفن کا سامان باہر رکھ دیا۔ اس کے بعد حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جسم اطہر کے نزدیک گئے۔ اچانک ایک برق جلالی آئی بصورت شمشیر آئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر حملہ آور ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی آستین بڑھا کر لٹکا دیں اور وہ ٹھکی ہوئی آستین کٹ کر غائب ہو گئی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں سے ہر ایک کی آستین چھوٹی ہوتی ہے۔ جب شمشیر جلالی اپنا کام دکھا کر غائب ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا کہ ایک شیر جسم اطہر کی حفاظت کر رہا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بموجب حکم مرشد آنکھیں بند کر لیں اور قریب چشمہ سے پانی لیا اور غسل کا ارادہ کیا۔ اس کے بعد حسب الارشاد کفن اور دستار بند کا ارادہ کیا اور اس سارے عمل میں بحکم مرشد جسم اطہر کو ہاتھ نہ لگایا۔ جب سب کام مکمل ہو گئے تو آنکھیں کھول کر دیکھا تو جنازہ تیار تھا۔

### نمازِ جنازہ:

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب نمازِ جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ اقطاب ہند کی نمازِ جنازہ ہے اور ان کی نمازِ جنازہ پڑھنے والا میں اکیلا شخص ہوں۔ ابھی اسی سوچ میں کھڑے تھے کہ ایک جانب سے گھڑ سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا۔ جب وہ گھڑ سوار نزدیک آیا تو اس نے چہرے پر نقاب ڈال رکھا تھا اور اس نے ارمنی رنگ کا لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے

فرمایا کہ ذرا ٹھہر جا اور جلدی مت کر۔ اس کے بعد اُس گھڑ سوار نے کہا کہ نمازِ جنازہ کی امامت مجھے کرنے دو۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس خیال سے کہ ایک سے دو تو اجازت دے دی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس گھڑ سوار کی امامت میں نمازِ جنازہ ادا کی۔

جب نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد سلام پھیرتے وقت دائیں جانب نگاہ دوڑائی تو حدنگاہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام کو ملاحظہ فرمایا۔ جب بائیں جانب سلام پھیرتے وقت نگاہ دوڑائی تو اس جانب بھی حدنگاہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام کو ملاحظہ فرمایا۔ جب سلام پھیرنے کے بعد پیچھے دیکھا تو پیچھے بھی حدنگاہ شہدا فرشتے نمازِ جنازہ میں شریک نظر آئے۔ بعد از فراغت نمازِ جنازہ سب نے فاتحہ خوانی کی اور ایک ایک انگلی سے تبرک نوش فرمایا۔

تجہیز و تکفین:

بعد از نمازِ جنازہ علیم اللہ ابدال جنات کے ہمراہ مزار سید امام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دونوں سنگ سرخ لے آئے اور بموجب فرمان حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دائیں اور بائیں رکھ کر مٹی میں ملا دیئے اور سرہانے کی جانب سے مٹی لگا کر قبر کو بند کر دیا گیا۔

تاریخ وصال میں اختلاف:

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تاریخ وصال کے بارے میں کتب سیر میں مختلف روایات موجود ہیں۔ بروایت تذکرۃ الاولیاء ہند آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال ۱۳ ربیع الاول ۶۶۹ھ ہے۔ جبکہ اقتباس الانور میں تاریخ وصال ۶۶۲ھ ہے۔ سیر الاقطاب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال ۶۵۹ھ بیان کی گئی ہے۔ معارج الولاہیت میں ۱۳ ربیع الاول ۶۶۹ھ درج ہے اور حدیقتیہ الاولیاء میں تاریخ وصال ۶۶۹ھ منقول ہے۔ مسالک السالکین فی تذکرہ الواصلین میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

تاریخ وصال ۱۳ ربیع الاول ۶۶۹ھ بیان کی گئی ہے۔

باوجود اختلافات ان اختلافات کے زیادہ تر مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال ۱۳ ربیع الاول ۶۶۹ھ بمطابق ۲۲ مارچ ۱۲۹۱ء ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس مبارک بھی انہی تاریخوں میں کلیر شریف میں منعقد ہوتا ہے اور ہزاروں کی تعداد میں زائرین حاضر ہو کر کسب فیض حاصل کرتے ہیں۔

### جلالی اثرات:

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب کلیر شریف سے روانہ ہوئے تو ان کے جانے کے بعد کوئی بھی شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پاکہ اور کلیر شریف کی حد بارہ کوس میں داخل نہ ہو سکا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبیعت کے جلالی اثرات عرصہ دراز تک کلیر شہر میں موجود رہے۔ اس دوران بارہ کوس کے باہر بھی آبادی قائم نہ ہو سکی۔ کسی بھی شخص میں اتنی جرأت نہ تھی کہ وہ کلیر شریف میں داخل ہو سکتا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ ارادت بعد وصال حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جاری رہا۔ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی کلیر شریف سے جانے کے بعد بموجب حکم مرشد پاک واپس تشریف نہ لائے۔ کلیر شریف میں آج بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جلالی کیفیت کے اثرات ملتے ہیں۔



## مسئلہ فنا و بقا

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بحکم مرشد پاک آسیر شہر روانہ ہونے لگے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرشد پاک سے درخواست کی تھی کہ مجھ پر حقیقت مسئلہ فنا و بقا واضح کر دیں تو مرشد پاک حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تھا کہ وقت آنے پر میں فنا و بقا کی حقیقت تم پر واضح کر دوں گا۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے اس سوال کو بھول چکے تھے۔ چنانچہ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرشد پاک کی نماز جنازہ پڑھنے اور تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو وہ گھڑ سوار جو کہ اس دوران نقاب اوڑھے ہوئے تھے جانے لگا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس کے گھوڑے کی بھاگ پکڑ لی اور درخواست کی کہ جب کوئی مجھ سے پوچھے گا کہ میرے مرشد پاک کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی تو میں کیا جواب دوں گا؟ آپ نے ابھی تک اپنا نقاب نہیں الٹا۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ مجھے اپنا چہرہ دکھا دیں اور اپنے بارے میں بتادیں تاکہ میں لوگوں کے پوچھنے پر بتا سکوں کہ میرے مرشد پاک کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی ہے۔

جب حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصرار بے حد بڑھ گیا تو نقاب پوش گھڑ سوار نے اپنا نقاب الٹ دیا۔ جب اُس شخص نے نقاب الٹا تو وہ پیر و مرشد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود تھے۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”شمس الدین! تم نے مجھ سے مسئلہ فنا و بقا کی حقیقت پوچھی تھی تو یہ

جسم جو تمہارے سامنے تھا وہ فنا ہے اور جو اب تمہارے سامنے کھڑا ہے یہ بقا ہے۔ آج میں نے تمہیں مسئلہ فنا و بقا کی حقیقت دکھا دی ہے۔“

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ سن کر بے ہوش ہو گئے۔ جب قدرے کچھ دیر بعد ہوش آیا تو پیر و مرشد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے جا چکے تھے۔



## حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کلیر شریف سے روانگی

بعد از وصال پیر و مرشد حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تین دن قبر مبارک پر تلاوت کلام پاک کرتے رہے۔ تین دن بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر غشی طاری ہو گئی۔ جب آنکھ کھلی تو اپنے آپ کو ایک اجنبی جگہ پر موجود پایا۔ جب ادھر ادھر نگاہ دوڑائی تو علیم اللہ ابدال کو اپنے ہمراہ پایا۔ علیم اللہ ابدال نے بتایا کہ حضور! یہ شہر فرخار نزد بلاد تگلستان ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علیم اللہ ابدال سے فرمایا کہ اس شہر کے قطب کو بلاؤ۔ چنانچہ حسب ارشاد حضرت سید معصوم علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر خدمت ہوئے اور آداب بجالائے۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میرے یہاں گرنے کی وجہ سے نشان بن گیا ہے اس لئے یہاں پر ایک مقبرہ تعمیر کرواؤ۔ یہ جگہ شہر فرخار سے قریباً سو قدم جانب مشرق واقع ہے اور اب بھی مرجع گاہ خلّاق خاص و عام ہے۔ یہاں پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گرنے کے واضح نشانات آج بھی موجود ہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں کچھ تغیر و تبدل واقع نہیں ہوا۔

پانی پت آمد:

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شہر فرخار سے جانب پانی

پت بحکم پیر و مرشد روانہ ہوئے۔ پیر و مرشد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پانی پت کی ولایت عنایت فرمائی تھی۔ دوران سفر علیم اللہ ابدال آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ رہے۔ پانی پت پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ علیم اللہ ابدال کی معرفت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کلیر شریف کے حالات و واقعات سے آگاہی ملتی رہتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۱۰ جمادی الاول ۶۹۹ھ کو پانی پت میں ہی وصال پایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پانی پت میں مرجع گاہ خلایق خاص و عام ہے۔





## مراتب صابری

پیر طریقت، عارف کامل، واقف حقیقت و اسرار، صاحب کشف و کرامت، قطب  
دوران عالم با عمل حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ترک و تجرید میں یگانہ روزگار  
تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترک و تجرید اس حد تک اختیار فرمائی کہ تمام قیود و صورتوں اور  
معنوی سے بے نیاز ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ساری زندگی مجاہدات و ریاضات  
میں گزری۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمہ وقت مشاہدہ جمال حقیقی میں گم رہتے تھے۔ آپ  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مرتبہ فنا حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ظاہری دنیا سے کسی بھی قسم کا  
کوئی لگاؤ نہیں تھا۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر استغرائی کیفیت طاری ہوتی تھی تو  
ارد گرد کا ہوش کھو بیٹھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جلالی کیفیت کے پیش نظر کسی میں اتنی  
جرات نہ تھی کہ وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھوں میں نہیں دے سکتا تھا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مستجاب الدعوات اور سیف زبان  
تھے۔ جو کچھ زبان مبارک سے فرمادیتے اُس کا ظہور ہو جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تاج  
الاولیاء تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سات شہیدوں کا رتبہ حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ بحر بیکراں بے پایاں اور سراپا فیوض و برکات تھے۔

مالک اربعہ عناصر مظہر ہر چار یار  
قطب الدین، گنج شکر صابر نظام الدین چار



## پیر و مرشد کی نظر کرم

شیخ عثمان فرماتے ہیں کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دولت ظاہری و باطنی سے سرفراز فرمایا اور حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کیفیت جذب و سکر عطا فرمائی۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں!

”میرا ظاہر و باطن علم شیخ نظام الدین بدایونی کو پہنچا اور علم ظاہری و باطنی علاؤ الدین علی احمد صابر لے گئے۔“

ایک موقع پر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں!

”میرے سینہ کے علم نے شیخ نظام الدین بدایونی کی ذات میں اور میرے دل کے علم نے علاؤ الدین علی احمد صابر کی ذات میں سرایت کی ہے۔“

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا!

”صابر میرے فرزند! تم ہمیشہ خوش و خرم رہو اور عیش میں زندگی گزارو۔“

پیر و مرشد کی اس دعا کی برکت سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دنیا اور آخرت کی فکر سے آزاد رہے اور کیفیت عشق و مستی میں گم رہے۔



## تعلیماتِ صابری

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شاعری کا بھی ذوق تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تخلص ”احمد“ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاعری میں کہیں کہیں اپنا تخلص ”صابر“ بھی استعمال کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اشعار میں بھٹکے ہوئے لوگوں کو درس دیا گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں!

”انسان کو چاہئے کہ وہ ریاضت و مجاہدات سے اپنے اندر لطافت پیدا کرے اور عرفان کی شیرینی حاصل کرے۔“

ایک اور موقع پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں!

”انسان بے وقوف ہے وہ یہ نہیں سمجھتا کہ اُس کا جسم گنے کی طرح ہے۔ جس طرح گنے میں مٹھاس ہوتی ہے اس طرح اُس کے جسم میں عجیب و غریب روحانی چیزیں موجود ہوتی ہیں۔ انسان اپنی کوتاہی عقل کی وجہ سے اپنے جسم کو گنے کی جگہ بول کا کاٹنا بنا لیتا ہے۔“

یہ تن بروا اکیچہ تھا میں بول کر دیں  
گنے میں گڑ پرکھ لو کہیں علاؤ الدین



## کشف و کرامات

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چونکہ دنیا سے علیحدہ رہے اور تجرد کی زندگی بھی گزاری اسی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت پاک کے کئی روشن پہلو قارئین کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات کا تذکرہ جن وجوہات کی وجہ سے ہمیں کتب سیر میں کم نظر آتا ہے ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کرامات کے اظہار کو اچھا نہ جانتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چونکہ صحبت خلق سے دور رہتے تھے اس لئے لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت دور سے ہی کرنے کے بعد واپس چلے جاتے تھے۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلالی بزرگ تھے۔ استغراق دائمی کے باعث ہمہ وقت مستغرق عشق الہی رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فیوض و برکات بے شمار ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کمال کرامت کا اصل منبع حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے جو کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اکلوتے تلمیذ اور خلیفہ تھے۔ کتب سیر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جن کرامات کا تذکرہ ملتا ہے ان میں سے کچھ مختصر بیان کی جا رہی ہیں۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے دعائے

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عرصے تک حضرت علی

احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں مصروف رہے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیر و مرشد کا ہر حکم بجالاتے۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت پیار و شفقت فرماتے تھے۔ اگر کبھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی حکم کی بجا آوری میں کچھ تاخیر ہو جاتی تو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے!

”شمس الدین! کیا ہوا کیا تم لنگڑے ہو گئے ہو؟“

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منہ سے جیسے ہی یہ الفاظ نکلتے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لنگڑے ہو جاتے۔ پھر اگر کبھی جلالی کیفیت میں حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے کہ

”شمس الدین! تو اندھا ہو جائے۔“

تو حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نابینا ہو جاتے۔ جب حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی استغراقی کیفیت ختم ہوتی اور وہ دیکھتے کہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لنگڑے یا نابینا ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرماتے!

”باری تعالیٰ! میرا ایک ہی شمس ہے تو اس کو اچھا کر دے۔“

چنانچہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تندرست ہو جاتے۔ یہ معاملہ اکثر اوقات دن میں کئی مرتبہ پیش آتا اور حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا کے اثر سے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تندرست ہوتے۔

بارات کا مقید ہونا:

شیخ نظیر الدین بن عیاض الدین جو کہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ حضرت عثمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں سے تھے کی بارات کلیر کے نواح سے گزری۔ جب وہ حدود بارہ کوس کے نزدیک پہنچے تو ان کے باجوں

کی آواز سے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی استغراقی کیفیت میں خلل واقع ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلا کر دریافت کیا کہ یہ کیسا شور و غل مچا ہوا ہے؟ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضور! نقاروں کی آوازوں سے لگتا ہے کہ کسی کی بارات جارہی ہے۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”ہماری کیفیت میں یہ خلل ڈالنے والے لٹے کہاں سے آگئے؟ تم ایک پیالہ گلی کو تصور کر کے اسے اوپر سے بند کر دو تا کہ یہ بارات مقید ہو جائے اور میرے منع کرنے کے باوجود اس طرف آنے کا خمیازہ یہ بھگت لیں۔“

چنانچہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیر و مرشد کے فرمان کے مطابق پیالہ ڈھک دیا۔ بارات کے چاروں طرح بلند و بالا پہاڑ نمودار ہو گئے اور اہل بارات اس وادی میں مقید ہو گئے۔ انہوں نے راستہ ڈھونڈنے کی کوشش کی لیکن کہیں کوئی راستہ نہ ملا۔ چار یوم تک وہ بارات اسی طرح مقید رہی۔

دوسری طرف لڑکی والے بارات کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئے۔ انہوں نے بالآخر ہر جانب سے مجبور ہو کر سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک شخص بھیجا جس نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ گوش گزار کیا۔ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ضرور کلیر شریف کے نزدیک سے گزرتے ہوئے ان لوگوں سے کوئی گستاخی سرزد ہوئی جس کی وجہ سے بارات غائب ہو گئی ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کشف باطن سے تمام حالات سے آگاہی حاصل کی۔ جب کشف باطن سے معلوم ہوا کہ بارات حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بے ادبی کی وجہ سے مقید ہے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کلیر شریف اپنے پیر بھائی حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام ایک خط تحریر کیا جس میں

ان لوگوں کی طرف سے معافی کی درخواست کی اور وہ خط محمد افضل ابدال کے ہاتھ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھیجا۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب سلطان المشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خط پڑھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیرومرشد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلطان المشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے معذرت نامہ پڑھ کر سنایا۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم دیا کہ وہ پیالہ سیدھا کر دیں۔ چنانچہ جب پیالہ سیدھا ہوا تو بلند و بالا پہاڑ غائب ہو گئے اور بارات کو راستہ مل گیا۔

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس دوران چہار سو منادی کروادی کہ کلیر شریف کی حد بارہ کوس کے نزدیک کوئی بے ادبی یا گستاخی کا مرتکب نہ ہو۔ اگر کوئی اس بے ادبی یا گستاخی کا مرتکب ہوا تو آفت عظیم میں مبتلا ہوگا اور اس کو پناہ دینے والا کوئی بھی نہ ہوگا۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک عریضہ بنام سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرمایا جس میں پیرومرشد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کیفیت بیان کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا!

”پیرومرشد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمہ وقت

کیفیت جذب و سکھ میں گم ہوتے ہیں۔ دن کے آٹھوں پہروں میں

سے صرف ایک پہر افاقہ ہوتا ہے جو انہوں نے میری تعلیم کے لئے

وقف کر رکھا ہے۔ بقیہ سات پہر حالت استغراق میں ہی گزرتے

ہیں۔ کئی مرتبہ ایسے واقعات نمودار ہوتے ہیں جس کی وجہ سے مجھے

بھی اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان سے کوئی

ایسی بات نہ نکل جائے جس سے قیامت تک آتش غضب ٹھنڈی نہ

سکے۔ حضور! کلیر شریف کی تباہی بھی کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے کہ جسے قیامت تک بھلایا جاسکے۔ اللہ عزوجل ہم سب پر اپنا کرم فرمائے۔“

### روحانی فیوض:

حسن نامی ایک قوال کو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار تک رسائی حاصل تھی۔ ایک مرتبہ وہ انعام کی غرض سے کلیر شریف حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچا۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گولروں کی ہانڈی چڑھا رکھی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس میں سے چند گولر نکال کر حسن قوال کو دے دیئے۔ حسن قوال وہ گولر لے کر اجودھن واپس چلا گیا اور وہ گولر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ گولر حاضرین محفل میں تقسیم کر دیئے اور حسن قوال کو بھی کھانے کو دیئے۔ چنانچہ جیسے ہی حاضرین محفل اور حسن قوال نے وہ گولر کھائے اُن کی کیفیات ہی بدل گئیں اور حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روحانی فیوض سے اُن کی تاریکی اور ظلمت دور ہو گئی۔

### پانی کا میسر ہونا:

ایک مرتبہ عرس مبارک مزار حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لوگوں کا ہجوم اس قدر بڑھ گیا کہ پانی کی قلت ہو گئی۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عالم امثال میں مزار پاک کے منتظم مولوی نور اللہ کو ارشاد فرمایا کہ ستادہ مسجد پانی سے بڑھ دیا جائے اور چشمہ بہشت کو اس سے منسوب کر دیا جائے مسجد کا پانی تمام مخلوق کے لئے کافی ہوگا۔ چنانچہ مولوی نور اللہ نے بیدار ہوتے ہی ایسا ہی کیا جس سے زائرین کو پانی وافر مقدار میں میسر ہونے لگے۔



## شاخ سے خون جاری ہونا:

ایک مرتبہ گولر کا درخت جو کہ مزارِ پاک کے اوپر موجود ہے اُس کی ایک شاخ ٹوٹ کر گر پڑی۔ شاخ میں سے خون جاری ہو گیا۔ چنانچہ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سجادہ نشین کو عالم امثال میں حکم دیا کہ اس شاخ کو دفنا دیا جائے۔ چنانچہ سجادہ نشین نے اُس شاخ کو کفن پہنا کر دفنا دیا۔

## تصرف اور عنایات:

مرزا محمد اختر خان مؤلف تذکرۃ الاولیاء ہند بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے پناہ عقیدت تھی اور مجھے اس بات کا بے حد شوق تھا کہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت باسعادت سے مشرف ہوں۔ میں نے دل میں پختہ ارادہ کیا کہ جب تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے مزارِ اقدس پر خود نہ بلائیں اور اپنی زیارت سے مشرف نہ فرمائیں گے میں مزارِ پاک پر حاضر نہ ہوں گا۔

ایک رات میں تہجد کے وقت ذکر الہی میں مشغول تھا اور میرے حجرے میں شدید اندھیرا تھا۔ اچانک حجرے میں ایسی چمک پیدا ہوئی کہ میں ڈر گیا اور میرے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی۔ اچانک مجھے عجیب سی خوشبو محسوس ہوئی اور ایک نورانی شخص دکھائی دیئے۔ اس نورانی شخص نے مجھ سے کہا کہ تو میری ولایت میں قناعت کے نیچے رہتا ہے اور مجھے سلام کرنے نہیں آیا جس سے مجھے تکلیف ہوئی ہے۔ یہ سن کر میں بے ہوش ہو گیا اور صبح جب نماز فجر کے وقت مجھے ہوش آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ بزرگ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ اُن کی خوشبو سے کئی دن تک میرا حجرہ مہکتا رہا۔ میرا بیٹا اُن دنوں سخت علیل تھا اُس کو شفا کے کلی حاصل ہو گئی۔ لہذا جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آتی تو میں حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح پاک کی طرف توجہ فرماتا جس سے مجھے اُن کی زیارت نصیب ہوتی اور میری مشکل حل ہو جاتی۔

بصارت سے محروم ہونا:

ایک مرتبہ راجہ رنجیت سنگھ جو کہ والی لاہور تھا کاشکر راجہ کی سرکردگی میں کسی مہم کے سلسلے میں کلیر شریف کے نزدیک سے گزرا۔ رنجیت سنگھ کے سپاہیوں نے کلیر شریف کے اردگرد کے علاقے میں لوٹ مار کی جس کی وجہ سے رنجیت سنگھ اور اس کے سپاہیوں کی آنکھوں کی روشنی چلی گئی۔ بعد ازاں جب وہ معافی کے خواستگار ہوئے اور لوٹ مار سے توبہ کی تو ان کی آنکھوں کی روشنی لوٹ آئی۔

عجب تماشا:

حضرت کمال شاہ مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مزار پاک حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جا حاضر تھا۔ رات کے وقت مجھے نیند آئی تو میں مسجد میں جا کر سو گیا۔ جب میری آنکھ کھلی تو میں نے ایک شیرینی کو دیکھا جو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر کے پاس بیٹھی تھی اور اس کا بچہ ساتھ کھیل رہا تھا۔ وہ بچہ بار بار غلاف قبر کو منہ سے کھینچتا اور شیرینی اس غلاف کو دوبارہ قبر پر ڈال دیتی۔ رات بھر یہ تماشا ہوتا رہا اور صبح فجر کے وقت وہ شیرینی اپنے بچے کو لے کر مزار پاک سے جنگل کی جانب چلی گئی۔



## مجددِ عالم کی آمد

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ایک عرصہ تک کسی بھی شخص کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارِ پاک پر جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جلالی کیفیت کی وجہ سے بارہ کوس حد تک ایک بجلی کی برق گھومتی رہتی تھی جس کی وجہ سے کوئی بھی شخص حد کلیر میں داخل نہ ہو سکا۔ لوگوں کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارِ مبارک کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا۔ سلسلہ صابریہ چشتیہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی معرفت سے جاری و ساری تھا۔

سلسلہ صابریہ چشتیہ میں حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حسب فرمان مجددِ عالم کی حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد ہوئی۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد کا نام شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۸۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔

مجددِ عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شجرہ طریقت حسب

ذیل ہے!

- ۱۔ مجددِ عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۲۔ خلیفہ اکبر حضرت شاہ محمد عجیب انور جیو المعروف حضرت شاہ معظفہ عارف زندہ پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۳۔ خلیفہ اکبر حضرت شیخ عبدالحق المعروف مجددِ انور اقصیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۴۔ خلیفہ اکبر حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی المعروف قلندر ثالث کبیر الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۵۔ خلیفہ اکبر حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ عالیہ صابریہ چشتیہ میں حضرت شاہ محمد عجیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہوئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ایک دن مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دادا پیر حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پاک پر جھاڑو دے رہے تھے کہ ایک بزرگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس سے گزرے۔ اُن بزرگ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا!

”عبدالقدوس! کبھی ہمارے مزار پر بھی جھاڑو دے دیا کرو۔“

حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب نظریں اٹھا کر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ بھی نہ پوچھ سکے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کون ہیں اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار کہاں واقع ہے؟ اس واقعہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمہ وقت متشکر رہنے لگے۔ اس دوران حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پاک سے حق حق کی آواز آنا شروع ہو گئی۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کیفیت جذب و سکر طاری ہو گئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مزار پاک حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر مراقبہ شروع کر دیا۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر انکشاف ہوا کہ وہ بزرگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سلسلہ عالیہ صابریہ چشتیہ کے بانی حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزار پاک حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ننوہ واپس تشریف لے گئے۔

کلیر شریف روانگی:

مجدد عالم حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گنگوہ آئے کے بعد ایک

عرصہ تک حالت جذب و سکر میں گم رہے۔ کچھ عرصہ بعد جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کیفیت بحال ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید حضرت جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاضر خدمت ہو کر دست بستہ عرض کی!

”حضور! تمام مخلوق تنقید کرتی ہے اور سلسلہ عالیہ صابریہ چشتیہ کے فقیروں پر طعن کرتی ہے اور بیعت کرنے سے انکاری ہے۔ اگر جسم مبارک بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ سلسلہ عالیہ صابریہ چشتیہ کے بانی ہیں جن کا جسم مبارک دو پتھروں کے درمیان ہے اور وہاں برق شمشیر گھومتی رہتی ہے کا مزار پاک تعمیر کیا جائے تو ہمارے حق میں بہتر ہو جائے گا۔“

مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان سے یا ہویا من ہو یا من لیس لھو الا اتھو اور تین مرتبہ لالا لالا کی آواز بلند ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خرقہ مبارک اور چادر زمین پر گر پڑیں اور جسم مبارک غائب ہو گیا۔

اکیس روز کے بعد مجدد عالم حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زمین پر اسی جگہ نمودار ہوئے جہاں پر گرنے کے بعد غائب ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ظاہر ہوتے ہی ہر شخص سے پوچھا کہ کیا تم نے اللہ کو اس فقیر کے ذریعے پہچانا ہے؟ ہر شخص جواب دینے سے قاصر تھا۔ حضرت جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی کہ حضور میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہی پایا ہے اور یہ کہہ کر قدموں میں سر رکھ دیا۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت جمال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اٹھا کر سینہ سے لگایا اور فرمایا!

”الحمد للہ! ایک شخص تو کامیاب ہوا۔“

یہ کہہ کر حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کیفیت جذب و سکر

طاری ہو گئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والہا نہ رقص کرنا شروع ہو گئے۔ یہ دیکھ کر تمام حاضرین محفل پر وجد طاری ہو گیا۔

ایک روز حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا!

”جلال الدین! یہ خلق خدا اس فقیر کے پاس کیوں آتی ہے؟“

حضرت جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی!

”حضور! یہ مخلوق پیرو مرشد مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پاک کی تعمیر کے لئے عرض گزار ہے تاکہ مخلوق خدا ان کی زیارت سے فیضیاب ہو سکے۔ حضور! اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ میں ان کا دہینہ نہ ہوا تو ایسا کوئی شخص بھی مستقبل میں نہیں آئے گا جو کہ ان کا دہینہ کر سکے اور خلق خدا فیض صابری سے محروم رہے گی۔ پھر کوئی شخص بھی سلسلہ عالیہ صابر یہ چشتیہ میں بیعت نہ ہوگا اور یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اب بھی اکثر لوگ یہی کہتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ صابر یہ چشتیہ ختم ہو چکا ہے۔“

مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”جلال الدین! کیا تیری بھی یہی مرضی ہے؟“

حضرت جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی کہ حضور! جیسے

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مرضی ہو میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا غلام ہوں۔

مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حقیقت

خاندان سلسلہ عالیہ صابر یہ چشتیہ کا منکر کون ہے؟ حضرت جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نے عرض کی کہ حضور! ایک عورت لاہور سے آئی ہے جو کہ لوگوں کو بہکاتی ہے۔

مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اُس

عورت کو میرے پاس حاضر کرو۔ حضرت جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس عورت کو حاضر کیا تو اُس عورت کو دیکھ کر مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا!

”الحمد للہ! آج تیرے ہی ذریعے سے سولہ روز بعد بادشاہ عالم مخدوم

علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دفینہ ہو جائے گا

اور اُس روز جمعۃ المبارک ہوگا۔“

اس کے بعد اُس عورت نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت کی درخواست کی

تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”تو اپنی بات پر قائم رہ۔ بعد از دفینہ پیر و مرشد مخدوم علاؤ الدین علی

احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تجھے سلسلہ عالیہ صابریہ چشتیہ میں

داخل کر لیا جائے گا۔“

بعد ازاں مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوبات

اسنادِ خلافت تبرکات سلسلہ عالیہ صابریہ چشتیہ اور وہ تمام چیزیں جو مخدوم علاؤ الدین علی احمد

صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وسیلہ سے اُن تک پہنچی تھیں سب حضرت جلال الدین

تھانیسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عنایت کیں اور امین اللہ ابدال کو اُن کی خدمت پر مامور کرتے

ہوئے فرمایا!

”جلال الدین! جو کوئی بھی پیر و مرشد مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر

کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دفینہ میں شرکت کا خواہاں ہو اُسے کلیر

شریف کی بارہ کوس حد تک پہنچنے کی ہدایت کر دو۔“

اس کے بعد مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود بتاریخ

۱۹ ربیع الاول ۱۳۰۷ھ کو حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے اور ۲۸ ربیع الاول ۱۳۰۷ھ کو بوقت

فجر بغیر کسی سے ہم کلام ہوئے کلیر شریف روانہ ہو گئے۔

## غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حکم:

مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جتنا عرصہ حجرہ نشین رہے اس دوران مختلف اولیائے کاملین باطنی طور پر حاضر ہوتے رہے۔ اس دوران جنوں کا شہزادہ دمشق سے اپنے گیارہ ہزار احباب کے ہمراہ حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ صابریہ چشتیہ میں بیعت ہوا اور مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی!

”حضور! مجھے عالم رویہ میں غوث الاعظم حضور غوث پاک سیدنا عبدالقادر جیلانی پیران پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حکم دیا ہے کہ تو بہت جلد تختہ آبنوس جو میرے حجرہ کے غربی سمت رکھا ہوا ہے اسے مجدد عالم کے حوائے کر دے آج میرے مخدوم کی تدفین کی تکمیل ہو گی اور تو مجدد عالم سے کہہ دے کہ تختہ سنگ زعفرانی جو کہ جمال الدین ابدال نے تبت سے منگوائے ہیں ان کو تعمیر دوم اور جو مخدوم نے تختہ ہائے سنگ سرخ منگوائے ہیں ان کو تعمیر سوم میں اور ان تختہ ہائے آبنوس کو تعمیر اول میں شامل کر دینا۔ چنانچہ میں بحکم پیران پیر غوث الاعظم دستگیر غوث صمدانی حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر خدمت ہوا ہوں۔“

مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جنوں کے شہزادے کو مع تختہ ہائے سنگ سرخ کے کلیر شریف کی حدود بارہ کوس سے باہر قیام کرنے کا حکم دیا۔

## کلیر شریف حاضری:

مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کلیر شریف باپیادہ روانہ ہوئے اور اس دوران ورد اسم اعظم چشتیہ جاری رکھا۔ اولیائے کاملین باطنی طور پر آپ



رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ تھے۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کلیر شریف پہنچنے تک ہر دس قدم پر نفل نماز ادا کی۔ جب آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مرقد مبارک سے ایک کوس دور رہ گئے تو ایک آواز مثل رعد کے گرجتی ہوئی سنائی دی اور ایک شمشیر برق کی مانند نمودار ہوئی۔ مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ دیکھتے ہی فرمایا!

”عبدالقدوس! خادموں میں سے ہے اور مشتاق زیارت کے ہاتھوں مجبور ہے۔ اے اللہ! تو نے وار کیا تو پھر سر یہاں اور دھڑوہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں جا کر تڑپے گا۔“

اس کے بعد مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب نظریں کیں اور عرض کرتے ہوئے کہا!

”حضور! آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بذاتِ خود مجھے اجازت مرحمت فرمائی ہے پھر یہ شمشیر جلالی کیوں راہ میں حائل ہے؟“

آواز آئی!

”اے عبدالقدوس! مردوں کا ہاتھ کبھی خالی نہیں جاتا تو بھی اپنی آستین خالی کر اور ایک ہاتھ سیدھا اور الٹا پیر بڑھا دے یہ شمشیر وار کر کے زمین پر گر پڑے گی۔ آستین اور تہہ بند کا کنارہ ترش ہو جائے گا اور تجھے کسی بھی قسم کا کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ تم یہ شمشیر جلالی لے کر میرے پاس چلے آنا۔“

مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حکم کی تعمیل کی اور شمشیر جلالی وار کر کے زمین پر گر پڑی۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شمشیر جلالی کو اٹھا لیا اور حد و مزار اقدس میں داخل ہوئے۔ سارا مقام خوشبو سے معطر تھا۔ جب آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ

علیہ قریب پہنچے تو قبر مبارک کے عین سامنے منہ منہ علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح مجسم ہو کر قبر سے نکلی اور مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گود میں لے لیا اور فرمایا!

”عبدالقدوس! تو میرے طریقے پر تھے اس لئے اس جگہ تک پہنچ گیا ورنہ کسی دوسرے کی کوئی ہمت نہیں کہ وہ اس مقام تک پہنچ پاتا۔“

### تعمیر مزار مبارک:

مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا! ”حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عنایات کی یہ مخلوق طلب گار ہے اور سب لوگ چاہتے ہیں کہ وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت باسعادت سے مشرف ہوں اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوں۔ لیکن وہ سب شمشیر جلالی سے خوفزدہ ہیں اور اسی جلال کی وجہ سے اس مقام تک پہنچنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ براہ کرم اپنی جمالی صفت ظاہر کریں اور اس برق جلالی کو لوگوں سے دور فرمائیں تاکہ سارا عالم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی برکتوں اور رحمتوں سے بہرہ ور ہو۔“

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا! ”میں نے آج ہی اپنی ذات کی برق کو عالم لامکاں میں پوشیدہ کر دیا ہے اور صفات جمالی کو ظاہر کیا اور ہر خاص و عام کو اس جگہ آنے کی اجازت بخشی۔“

جیسے ہی حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ فرمایا تو مخلوق کا ایک خوان حاضری کے لئے پہنچ گیا اور ہر شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیوض و برکات سے مالا مال ہونا شروع ہو گیا۔

بحوالہ مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین!

مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روح مقدس مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مشرف ہونے کے بعد باشندگان کلیر جو کھضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جلال کا شکار ہوئے تھے کہ فاتحہ خوانی کے لئے ہاتھ اٹھائے تو حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ خشک ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توبہ استغفار کی تو ہاتھ اپنی اصلی حالت میں آ گئے لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو گنگوہ میں موجود تھے۔

اس واقعہ کے بعد مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے جملہ مریدوں کے ہمراہ دوبارہ کلیر شریف حاضر ہوئے اور قرآن خوانی و فاتحہ خوانی کی اور اس کا ثواب مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح کو پہنچایا۔

بعد ازاں پھاوڑا لے کر نصف ذرعہ مٹی کھودی اور رجال الغیب نے تھوڑے ہی عرصہ میں قبر مبارک تیار کر ڈالی۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر حاضرین نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور تصور میں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم اطہر کو کفن میں ملبوس کیا۔ جب آنکھیں کھولیں تو جسم مبارک پر کفن موجود تھا۔

اس کے بعد مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قبر میں اترے اور حضرت جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جانب سر مبارک آئے اور باادب جسم مبارک کو قبر میں اتارا۔ غیب سے آواز آئی!

”یا ہویا من لیس لھو الاھو۔“

اسی وقت مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مع صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تمام اولیائے کاملین قبر مبارک پر تشریف لائے جن کی خوشبو سے سارا علاقہ معطر ہو گیا اور آسمان

سے مرحبا کی آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔

مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزار مبارک کی تعمیر کے بعد بارہ کوس کی حد سے باہر تشریف لے گئے اور طواف مزار پاک کیا۔ اس کے بعد جنگل میں جا کر درختوں کے پتوں اور ٹہنیوں سے ستون اور لکڑی کی چھت ڈالی اور مزار پاک کی باقاعدہ تعمیر کی۔

مزار پاک مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعمیر کے بعد لوگ جوق در جوق حاضر ہونے لگے اور کسب فیض حاصل کرنے لگے۔ مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پاک قریباً تین سو سال بعد لوگوں کے لئے مرجع گاہ ہوا۔ مزار پاک کی تعمیر کے بعد کلیر شریف میں بھی دوبارہ لوگ آباد ہونا شروع ہو گئے۔



## پختہ تعمیر مزار مبارک

۱۶ ربیع الثانی ۹۲۸ھ کو مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلطان ابراہیم بن سکندر لودھی شہنشاہ ہند نے ایک درخواست ارسال کی اور اس بات کی اجازت طلب فرمائی کہ وہ مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے اور میرے پاس کچھ رقم حلال موجود ہے جس میں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پاک تعمیر کرنا چاہتا ہوں۔ مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی درخواست قبول کی اور امین اللہ ابدال کی معرفت اسے پیغام بھیجا کہ فقیر کی جانب سے تجھے اجازت ہے۔

سلطان ابراہیم بن سکندر لودھی مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کی سعادت حاصل کی۔ سلطان ابراہیم بن سکندر لودھی نے تعمیر مزار مبارک مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے رقم فراہم کی۔ مجدد عالم نے وہ رقم جمال الدین ابدال کے سپرد فرمائی کہ اس سے وہ مزار مبارک کی تعمیر کا سامان خریدے۔ چنانچہ پختہ مزار مبارک کی تعمیر کا آغاز شروع ہوا۔

مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مریدین کے ہمراہ کلیر شریف تشریف لے گئے۔ جمال الدین ابدال اور امین اللہ ابدال و دیگر خدام نے مزار مبارک کی تعمیر شروع کی۔ مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تعمیر میں بذاتِ خود حصہ لیا۔ حضرت جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر خلفاء و مریدین مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شانہ بشانہ حصہ لیا

اور مزار مبارک سات دن میں تعمیر ہو گیا۔

مزار پاک کی تعمیر کے بعد مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گنگوہ واپس تشریف لے گئے۔ ۹۴۴ھ میں مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شہنشاہ ہند ہمایوں کی مدد سے مزار مبارک کی آرائش کا کام کروایا اور مزار سے ملحقہ مسجد تعمیر کروائی۔ مزار پاک کا گنبد تعمیر کروایا۔ مزار مبارک کی تعمیر کے ساتھ ہی زائرین کی آمد مزید بڑھ گئی۔

### پہلا سالانہ عرس مبارک:

۱۳ ربیع الاول ۹۴۴ھ کو پہلا سالانہ عرس مبارک مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زیر نگرانی مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منعقد ہوا۔ عرس مبارک کے ساتھ ہی مزار پاک کی سجادہ نشینی کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔ لوگ جوق در جوق حاضر ہونے لگے اور فیوض و برکات سے مستفیض ہونے لگے۔

### سجادہ نشینی:

لوگوں کے ذہنوں میں خلافت اور سجادگی سے متعلق مختلف رائے قائم ہیں۔ اصل میں خلافت اور سجادہ نشینی علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ خلافت سے مراد کسی بھی بزرگ کا اپنی ولایت روحانی میں سے ایک خاص حصہ اپنے مرید کو عطا کرنا ہے جب وہ دنیاوی آلائشوں سے پاک ہو جائے۔ جب مرید دنیاوی آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے تو اس کو خلافت عطا کی جاتی ہے اور اس بات کی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ دوسروں کو اپنا مرید کر سکے۔ صاحب خلافت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ مرشد کی خدمت میں ہی رہے بلکہ وہ مرشد کی اجازت سے اس جگہ تشریف لے جاتا ہے جس جگہ کی ولایت روحانی اس کے سپرد کی جاتی ہے۔

سجادہ نشینی سے مراد صاحب مزار کی جانشینی ہے یعنی جس جگہ صاحب مزار کا وصال ہو اس جگہ پر وہ اپنا جانشین مقرر کرے جو کہ وہ اپنی زندگی میں کرتا ہے اور اس کے

لئے اس بات کی وصیت بھی کرتا ہے۔

چونکہ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک ہی مرید تھے اور وہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خرقہ خلافت ملنے کے بعد پانی پت کی ولایت ملی۔ چنانچہ جب مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بحکم حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزار پاک کی تعمیر فرمائی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی مزار پاک کے پہلے سجادہ نشین بھی قرار پائے۔

### شجرہ خاندان سجادہ نشین:

کتب سیر میں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پاک کی سجادگی کا جو شجرہ بیان کیا جاتا ہے وہ یہ ہے۔

- ۱۔ مجدد عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۲۔ حضرت شاہ عبدالحمید بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۳۔ حضرت شاہ عبدالصمد بن شاہ عبدالحمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۴۔ حضرت شاہ شیخ فتح اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۵۔ حضرت شاہ شیخ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۶۔ حضرت شیخ محمد بن شیخ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۷۔ حضرت شیخ احمد المعروف شاہ باولے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۸۔ حضرت شیخ شاہ علی رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۹۔ حضرت شیخ احسان علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۰۔ حضرت شیخ علی بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۱۔ حضرت شیخ شاہ نیاز علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۱۲۔ حضرت شاہ ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۳۔ حضرت شاہ ظہور الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۴۔ حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۵۔ حضرت شاہ نواب احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۶۔ حضرت شاہ اعجاز احمد صاحب زری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بعد ازاں مسلم سنی وقف بورڈ آف انڈیا نے مزارِ پاک کا انتظام و انصرام اپنے

ہاتھوں میں لے لیا اور اب تک مسلم سنی وقف بورڈ آف انڈیا ہی مزارِ پاک کی دیکھ بھال اور

دیگر انتظامات عرس مبارک و زائرین کا انتظام کرتا ہے۔





## مزارِ پاک حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارِ پاک کے صدر دروازہ پر جو کتبہ موجود ہے اُس پر ذیل کا شعر درج ہے۔

ہم باب وہم احاطہ درگاہ را بصدق  
خان معین الدین کی بناء مستقیم داد  
در فکر سال عقل سرخود بحسب برد  
آمد ندائے غیب کہ اجر عظیم باد

صدر دروازے سے ملحقہ اندرونی اور بیرونی سمتوں میں دربان خانہ، لنگر خانہ ہے۔ جانب شمال دروازے کے ساتھ مزارِ پاک سے ملحقہ حجرے ہیں اور جانب جنوب تیسرا بڑا دروازہ ہے جہاں محفل خانہ ہے۔ صدر دروازے کے سامنے نقارہ ہے اور اس جگہ پر پانی کا خوص موجود ہے۔ احاطہ صحن میں دیگر قبور بھی موجود ہیں جو کہ عقیدت مندوں کی ہیں۔ مزارِ پاک کے احاطہ میں مسجد بھی ہے۔ مسجد اور محفل خانہ کے درمیان حجرہ چلہ کشی واقع ہے جہاں ہزاروں اولیاء اللہ نے مزارِ پاک پر آکر چلہ کشی کی۔

آستانہ عالیہ صابریہ کے تین حصے ہیں۔ پہلا حصہ غلام گردش کہلاتا ہے۔ دوسرا حصہ بنگلہ اور تیسرا حصہ مرقد مبارک کا ہے۔ مزار شریف کے اوپر گنبد موجود ہے۔ بنگلہ اور گنبد کے چاروں طرف جالی دار غلام گردش ہے جس کے چاروں ستونوں پر مزارِ اقدس میں داخلہ کی جگہ ہے۔

مزارِ پاک کے تمام بڑے دروازے عشاء کی نماز کے بعد بند کر دیئے جاتے ہیں

اور بوقت نماز فجر دوبارہ کھول دیئے جاتے ہیں۔ دیگر چھوٹے دروازے ہمہ وقت کھلے رہتے ہیں۔ آستانہ عالیہ میں حاضری کے لئے وقت صبح بعد نماز فجر ہے۔ بوقت زوال پونے بارہ سے بجے سے پونے ایک بجے تک اور شام کو نماز مغرب اور نماز عشاء کے وقت بند ہے۔ ایام عرس میں عشاء کی نماز کے بعد بھی حاضری کی اجازت ہے۔ نماز عشاء کے بعد خدام مزار پاک کی صفائی اور دیگر خدمات انجام دیتے ہیں اس دوران کسی کو بھی مزار پاک کے اندر جانے کی اجازت نہیں۔ مزار پاک میں بغیر وضو داخل ہونے کی ممانعت ہے اور ننگے سر اور جوتے سمیت داخلہ سخت ممنوع ہے۔ مزار پاک میں پنج وقتہ نمازوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور بعد از نماز عصر وظیفہ خواجگان باداموں پر پڑھا جاتا ہے۔ رمضان المبارک میں نماز تراویح کا خصوصی انتظام ہے۔

مزار پاک میں لنگر کا باقاعدہ انتظام موجود ہے اور لنگر خانہ کے کل اخراجات بذریعہ شاہی فرمان موضع کلیر کی کل اراضی وقف ہے۔ اس کے علاوہ محفل خانہ میں جمعرات کو نماز عصر کے بعد نماز مغرب تک ختم شریف اور محفل سماع ہوتی ہے۔

### تقریبات مزار پاک:

مزار پاک پر چاند رات محرم الحرام بعد از نماز عشاء سلام و فاتحہ خوانی اور ختم شریف اور محفل سماع ہوتی ہے۔ بعد ازاں حاضرین محفل میں تبرک تقسیم کیا جاتا ہے۔ پانچ محرم الحرام کو پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مبارک کے سلسلے میں محفل ہوتی ہے اور بعد نماز عشاء محفل سماع منعقد کی جاتی ہے۔ چھ محرم الحرام کو امام ابو محمد صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یوم شہادت کے سلسلے میں تقریب منعقد ہوتی ہے اور بعد نماز عشاء محفل قرآن خوانی اور محفل سماع ہوتی ہے۔ سات محرم الحرام کو حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مبارک کی تقریبات کی تیاری شروع ہو جاتی ہے۔ عشرہ محرم الحرام کو مزار پاک میں شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ علیہ کی یاد میں صفائی بالکل نہیں کی جاتی اور دس محرم الحرام کو شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ علیہ کی یاد میں

محفل کا انتظام ہوتا ہے۔ ۲۳ محرم الحرام کو بعد نمازِ عشاء درگاہ شاہِ غریب مقیم اور درگاہ امام صاحب سے چادر برائے نذر مزارِ پاک پر نہایت عقیدت و احترام سے پیش کی جاتی ہے اور چادر کے آگے قوالِ قوالی پیش کرتے ہیں۔ آٹھ ربیع الاول کو حضورِ غوث الاعظم پیران پیر محی الدین حضورِ غوث اعظم دستگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نیاز تقسیم ہوتی ہے۔ سترہ ربیع الاول کو سلطان المشائخ محبوب الہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نیاز تقسیم کی جاتی ہے۔ دس جمادی الثانی کو حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نیاز تقسیم کی جاتی ہے۔ پندرہ جمادی الثانی کو حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور چار رجب المرجب کو خواجہ خواجگان سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نیاز تقسیم کی جاتی ہے۔

### عرسِ مبارک کی تقریبات:

عرسِ مبارک کی تقریبات تیرہ ربیع الاول سے شروع ہوتی ہیں اور پندرہ ربیع الاول تک جاری رہتی ہیں۔ امیر و غریب ہر شخص ننگے پاؤں مزارِ پاک پر حاضر ہوتا ہے۔ زائرین کی آمد یکم ربیع الاول سے شروع ہو جاتی ہے۔ پاک و ہند سے قوالوں کی ٹولیاں جوق در جوق آتی ہیں اور نذرانہ عقیدت پیش کرتی ہیں۔ چودہ ربیع الاول کو مزارِ پاک پر غسل دیا جاتا ہے اور عرقِ گلاب سے مرقد مبارک کو غسل دیا جاتا ہے۔ ایامِ عرس میں لنگر مسلسل جاری رہتا ہے۔



## فرمودات

- ☆ ایک دل میں دو کو جگہ دینا ممکن نہیں۔
- ☆ جاہل اور لالچی صوفی شیطان کا مسخرہ ہے۔
- ☆ جو فقیر امیروں کے دروازے پر جاتا ہے وہ مکار ہے۔
- ☆ راہبر وہی ہے جو اس قدر طاقت رکھتا ہو کہ وہ طالب ہدایت کی کمزوریوں کو اپنی باطنی قوت سے دور کر دے۔
- ☆ استغراق یہ ہے کہ اس میں بجز اللہ تعالیٰ کے غیر کا نشان بھی نہ ہو۔
- ☆ شریعت بھی کیا شے ہے حضوری سے دربار میں لے آتی ہے۔
- ☆ رات کو سوتے وقت سوچنا چاہئے کہ آج کتنے نیک کام کئے ہیں۔
- ☆ اضطراب کی حالت میں دعا ہی کام کی شے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگا کرو۔
- ☆ ترک دنیا سے مراد ترک مکروہات دنیا ہے۔
- ☆ اگر باعظمت بننا چاہتے ہو تو سادہ اور حق پرستی کی زندگی اختیار کرو۔



## جلالِ صابرؑ

اے جلالِ حیدری شیر نیستاں جلال  
 اے جمالِ ذاتِ مطلق مظہر شانِ جلال  
 صابر و مخدوم قطب الاولیاء جانِ فرید  
 خسرو دیں بادشاہ دہر سلطانِ جلال  
 پرورش پاتا تھا نظروں میں خدا کا انتقام  
 آتشِ قہر خدا تھی زیر و اماں جلا  
 شیر کی صورت جدھر دیکھا ادھر ویرانہ تھا  
 اے طریقت کے تجلِ جانِ جاناں جلال  
 اک اشارہ میں کیا کلیر کی مسجد نے رکوع  
 ذرہ ذرہ تھا زمین کا زیر فرمانِ جلال  
 کیسی گرم آنکھوں سے دیکھا تھا اُسے مخدوم نے  
 مدتوں کلیر میں چمکی برق تابانِ جلال  
 اس جلالِ قہر زا جس میں ہزاروں جنتیں  
 اک جمالِ دلربا اور لاکھ سامانِ جلال  
 چشمِ صابر میں تھی اے سیماب کیسی برہمی  
 آج تک کلیر کا ہر ذرہ ہے ویرانِ جلال



## جمالِ صابرؑ

اے زہے تقدیر چکا ماہِ تاباں جمال  
 ارضِ کلیر پر ہوا فیضانِ سلطانِ جمال  
 قطرہ قطرہ میں جھلکتی ہے تجلیِ حسن کی  
 پتے پتے میں نظر آتا ہے سامانِ جمال  
 ایک ہی پیکر میں تھے دو رنگ دو انداز  
 تھی عیاں شانِ جلالی تھی نہاں شانِ جمال  
 اے گلِ عرفانِ حق اے صابرِ قدسی صفت  
 تیری خوشبو سے مہک اٹھا گلستانِ جمال  
 جس نے بارہ کوس تک کلیر کی دنیا پھونک دی  
 ہے وہی برقی تپاں جنت بد لمانِ جمال  
 سمت کلیر دیکھنے والے ادب سے دیکھنا  
 شعلہ جوالہ ہے شمعِ شبستانِ جمال  
 خواجہ شمس الدین ترک اور شیخ گنگوہی  
 کیسے کیسے اہل دل تھے مرتبہ دانِ جمال  
 ساتی کلیر نگاہِ مست ہو سیماب پر  
 یہ بھی ہے لبِ تشنہ جامِ خمستانِ جمال



## کمالِ صابرؑ

اللہ رے یہ جذب و شانِ جلالِ صابر  
 عالم پہ چھا رہا ہے ابرِ کمالِ صابر  
 کلیر کے رہنے والے بھولے فریب اپنے  
 جادو شکن بنا تھا سحرِ جلالِ صابر  
 محوِ جمال بھی تھے صرف جلال بھی تھے  
 وہ جذبہ سلوکی یہ جذبِ حالِ صابر  
 گولر کی پتیوں پر کی اکتفا ہمیشہ  
 یہ اجتہادِ نفسی یہ سن و سالِ صابر  
 میری دیوانگی کا شوق اک عالم میں ہے برپا  
 بنا میں جب سے دیوانہ علاؤ الدین صابر  
 پیاسو آؤ پینے کو سبیلِ بادۂ اطہر  
 رواں ہے آج میخانہ علاؤ الدین صابر  
 ہزاروں حسرتوں کو اک تجلی کر گئی بسمل  
 عجب تھا حسنِ جانا علاؤ الدین صابر  
 جمالی بیچ ہے دنیا کی شاہی میری نظروں میں  
 ملا بسترِ فقیرانہ علاؤ الدین صابر



## صاحبِ جود و عطا

اے صاحبِ جود و عطا مخدوم صابر کلیری  
 کشتی ہے ساحل سے جدا موجوں میں ہے شورشِ پیا  
 تم آؤ بن کر ناخدا مخدوم صابر کلیری  
 جلوہ نما ہو بے حجاب رخ سے الٹ بھی دو نقاب  
 دکھلا دو روئے حق نما مخدوم صابر کلیری  
 دو الفتِ غوثِ البوریؒ بغداد تک ہو رہنما  
 ہو یہ کرم بہر خدا مخدوم صابر کلیری  
 در پر ضیائے بے نوا حاضر ہے کب سے خسرو  
 ہو بھیک کچھ اس کو عطا۔ مخدوم صابر کلیری





## جلوہ گاہ وحدت

امروز شاہ شاہان مہمان شدست مارا  
 جبرئیل یا ملائک دربان شدست مارا  
 در جلوہ گاہ وحدت کثرت کجا بگنجد  
 ہترده ہزار عالم یکسان شدست مارا  
 زر محفل گدایاں مرسل کجا بگنجد  
 بے برگ و بے نوائی سامان شدست مارا  
 ماخانہ جہاں را بسیار سیر کردم  
 اے شیخ بت پرستی ایمان شدت مارا  
 احمد بہشت و دوزخ، بر عاشقانِ حرام است  
 ایں جا رضائے جاناں رضوان شدست مارا



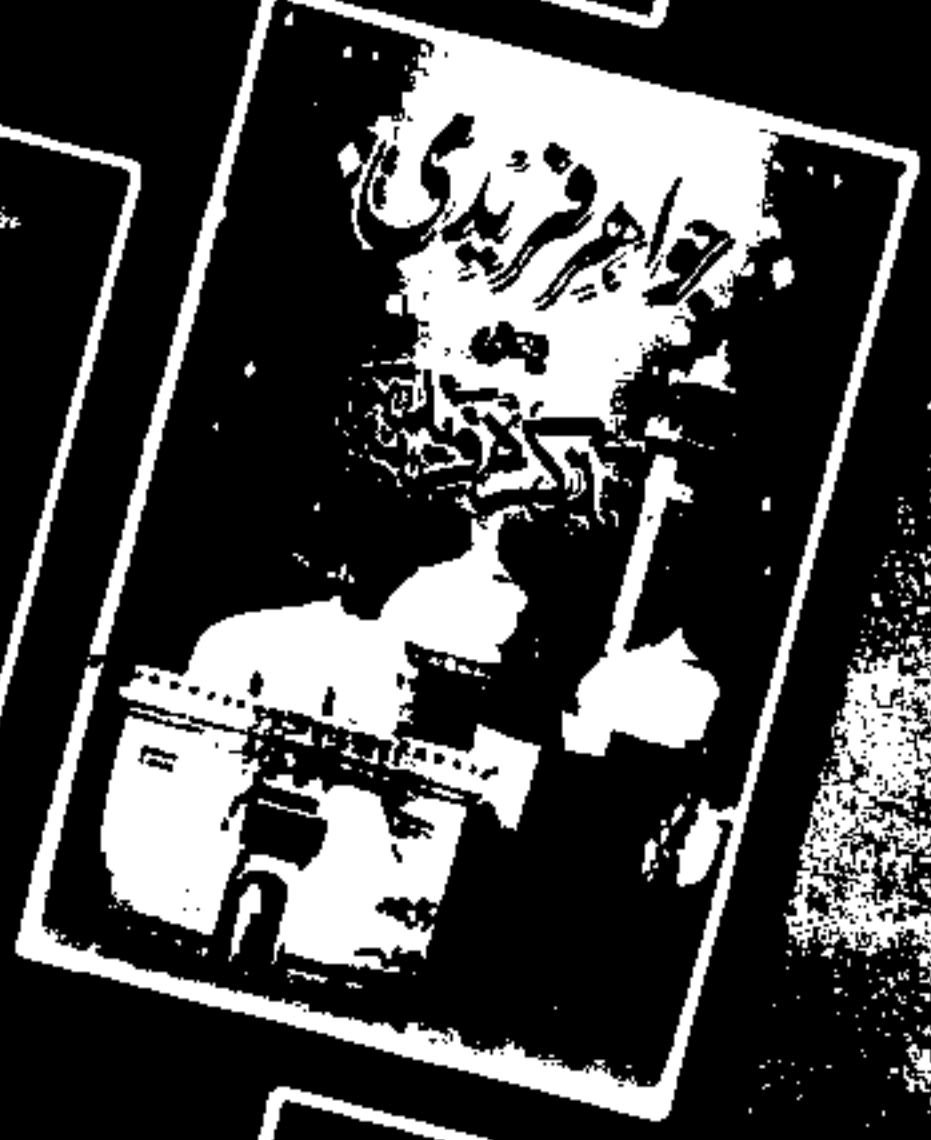
## کتابیات

- ۱- اخبار الاخیار از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۲- اقتباس الانوار
- ۳- جواہر فریدی از حضرت علی اصغر نبیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۴- سیر الاولیاء از محمد مبارک علوی
- ۵- مرآة الاسرار از شیخ عبدالرحمن چشتی
- ۶- خزینۃ الاصفیاء از مفتی غلام سرور لاہوری
- ۷- قصص الاولیاء از امام ابی محمد عبداللہ بن اسد بیتی
- ۸- اولیائے چشت اور کلیر کا چاند از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
- ۹- تذکرہ اولیائے ہندوستان
- ۱۰- مقام فرید از صنا جزاہ مفتی محمد اقبال کھرل
- ۱۱- خواجگان چشت
- ۱۲- اقوال اولیاء از علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ





ہماری چند دیگر مطبوعات



کتاب خانہ